رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص ومعاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۳ / ۱۲

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۳۰ رجب ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

اعلان ضروری

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تصویر والے کارڈون کی استعمال کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین اس پر آپ کا ارشاد اگلی اشاعت مین مفصل چھپیگا - یہ استعمال فوراً بند ہو جانا چاہیے +

سلسلہ عالیہ اور خواجہ غلام الثقلین

خواجہ غلام الثقلین صاحب ایڈیٹر عصر جدید کے نام سے الحکم کے ناظرین نا آشنا نہیں حال مین انہون نے اپنے رسالہ مین سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے جو محض اس خیال سے کہ ایک تعلیم یافتہ کی قلم سے نکلا ہے تعلیم یافتہ پارٹی مین توجہ سے دیکھا گیا ہے - لیکن افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس مضمون کو لکھکر خواجہ صاحب نے اپنی وقعت کو غالباً منصف مزاج اور باخبر اصحاب کی نظر مین بہت کم کر لیا ہے - مین خود اس مضمون پر کچھہ لکھنے کا عزم کر چکا تھا لیکن میری مخدوم اور سلسلہ عالیہ کے وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس مضمون پر ایک نظر کی اور انکی حمیت وغیرت نے پسند نہ کیا کہ اپنی ہمعصر جماعت کو ان غلط بیانیون ہی مین ہی رہنے دین جو خواجہ غلام الثقلین صاحب نے اپنے مضمون مین کی ہین - چنانچہ انہون نے **نافع قوم** کے عنوان سے ایک آرٹکل لکھا جو ذیل مین نہایت عزت اور فخر کے ساتھہ درج کرتا ہون - وکیل سلسلہ جس نداق اور طرز سے اس مضمون کو نبھایا ہے اس سے نہ صرف وکیل سلسلہ کی بلند نظری اور فلسفیانہ مذاق کا پتہ لگتا ہے بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کا ایک روشن نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح پر انسان اس سلسلہ مین آکر - (ع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

عصر جدید ایک ماہواری رسالہ کے ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین صاحب وکیل وسکرٹری اصلاح تمدن مین جنہون نے حال مین ایک مضمون بعنوان قوم کے لیے کیا ہو رہا ہے - عصر جدید مین اپنی قلم کا لکھا ہوا شائع کیا ہے - جسکا موضوع ہمارے خالی حضرت سیدی ومولائی حضرت مرزا صاحب سلمہ الرحمان مین - خواجہ صاحب کے پاس جیسے کہ وہ ظاہر کرتے ہین ایک کتاب ہو رہم ہے **چودھوین صدی کا مسیح** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) غرض ریلوے بھیجی ہے - جس سے آپ کو اعلیٰ حضرت کے مقدس مشن پر لکھنے کی تحریک ہوئی ہے - مجھے آپ کی اس تحریر دیکھنے کا اسلیئے اشتیاق تھا کہ میرے گمان مین تعلیم یافتہ اہل قلم جنمین سے مین خواجہ غلام الثقلین صاحب کو سمجھتا ہون - قلم اٹھانے کے وقت ان تعصبات وملاحظات سے پاک ہو جانے چاہئین جو قومی تعلقات پشتینی عقاید اوائل عمر کی تاثیرات مد نظر مخاطبین کی خوشنودی کا خیال خود نمائی کا شوق عدم معرفت وعدم تحقیق کی کیفیات وغیرہ وغیرہ ایک عامی دل مین پیدا کر دیا کرتے ہین یہ لوگ فوری جوش سے بحکم پبلک مین آتے ہین - ممکن ہے کہ وہ استنباط نتایج مین غلطی پر ہون ممکن ہے انکا طریق استدلال خطا سے خالی نہو - کیونکہ یہ سب باتین قابل درگذر ہین لیکن وہ واقعات کے بیان کرنے مین صحت سے کام لیتے ہین وہ قلم اٹھانے سے پیشتر امور متنازعہ فیہ کو کامل تحقیق کر لیتے ہین - وہ جن امور پر کسی سے اختلاف رائے ظاہر کرنا چاہے - امانت اور دیانت کے ساتھہ اپنے مخالف کی کل ادلہ کا ذکر کر کے نہایت قابلیت کے ساتھہ اسکا ازالہ کر دیا کرتے ہین انکا طرز بیان نہ تو دل دکھانیوالا ہوتا ہے - اور نہ طعن وتشنیع سے مملو - یہ الگ امر ہے کہ ایک منہ پھٹ منہ زور کی تادیب کے لیئے جس کی طرف سے انہین مستقل طور پر بوجہ ایذا پہنچتی رہی ہو اور جوان کے متعلق خلاف واقعات مشہور کر کے بدنیتی اور بے ایمانی سے لوگون کو بظن کرنے کی کوشش مین لگا ہوا ہو - ایسکے ساتھہ ان کا ایک ایک حکیمانہ مصلحت سے بفحوائے آیت شریف جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہوتا ہے کیونکہ ایسے پیپ اور آلایش سے بھرے ہوئے پھوڑے کا علاج عمل جراحی ہوتا ہے لیکن یہ امر ان کی شان سے بہت ہی گرا ہوا سمجھا گیا ہے کہ وہ کسی شخص کی (نیات) پر حملہ کرین خصوصاً جبکہ انہین پورا علم بھی حاصل نہو -

خواجہ صاحب موصوف نہ صرف ایک گریجویٹ ہین بلکہ علیگڑھ کالج کے تعلیم یافتہ بھی ہین - بلکہ مین سنتا ہون کہ سر سید نے خاص صحبت یافتہ ہین اور آپ سے ہمین یہ توقع کرنیکا حق پہنچتا ہے کہ آپ مذہبی بحث وتکرار مین علاوہ امور بالا کے لحاظ کے بے وجہ کسی کے دل دکھانے کا انداز اختیار نکرین - چنانچہ رسالہ عصر جدید کے اسی نمبر مین جو ہمارے زیر بحث ہے - آپنے ایک مضمون بعنوان تکرار وبحث ذکر شائع کیا ہے جسمین آپ نے سر سید کا ایک مضمون تہذیب الاخلاق سے نقل کیا ہے - اس مضمون کے نقل کرنے کی ضرورت غالباً آپ کو یہ محسوس ہوئی کہ آجکل مذہبی مناظرے خصوصاً شیعہ سنی نیچری - مناظرات مذہبی ہین

ہمارا کی نہ ہی خطرہ دنیا میں پیدا ہو گیا ہے - اور ہمارے اس طریق عمل نے موجودہ نسل اور ملحد گروہ کی نامعلوم طور پر سرپرستی کی ہے کیونکہ جب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قابل اعتراض باتین کر کے نبی ہونیکا مدعی ہو سکتا ہے اور ان باتون کی جوازیت انبیاء سلف کے قول و فعل سے دکھلا دیتا ہے - تو یہ ملحدین کا گروہ مذہب پر ہنسی کرنے کا مستحق ہے اور وہ یہ کہہ سکتے ہین کہ پہلے زمانہ مین بھی ایسے ہی نبی ہوئے ہونگے - مزید بران آپ تو شاید یہ بھی پسند نہین کرتے اور اس مین کل معترض ہمارے اون کے ساتھ شامل ہین کہ ہم کسی امر کی تشریح مین کبھی بھی جناب رسالتمآب صلواۃ اللہ علیہ یا کسی دوسرے نبی کے حالات کی طرف اشارہ کرین - اللہ اللہ ایک تعلیم یافتہ شخص اور ایک آزاد منش نوجوان ریویو نگار کا مدعی صاحب پیشہ وکالت اور مزید بران کچھ عرصہ سے ریاست مالیر کوٹلہ کا جج - اور پھر سوال متنازعہ فیہ کو اس روشنی مین دیکھے اور پھر محاکمہ کرے - اے ریاستی جج - سن اور غور سے سن کہ ہم کو ہر ایک محاکمہ کرنے کے وقت ہر قسم کے ملاحظات اور تعصبات سے خالی ہو جانا چاہیئے - ہمین ایک مقدمہ کو اوسکی اپنی ہی حیثیت پر فیصلہ کرنا ہے ہمنے ایک ہی پیمانہ سے ہر ایک کو تولنا ہے -

بحمد اللہ - آپ کا خیر خواہ بھی آپ کی طرح وکالت پیشہ ہے اور ہمین رات دن معاملات اور امور متدعویہ کی تنقیح کرنی پڑتی ہے اور ہم کو وہ راہین معلوم ہین کہ ہم کسطرح ایک امر کو ثابت شدہ قرار دیا کرتے ہین کسطرح کسی سابقہ نظیر کے اطلاق یا عدم اطلاق کا فیصلہ کیا کرتے ہین - کیا ہم مذہب کے پرکھنے مین اور کسی موجودہ یا گزشتہ نبی کی دعوت نبوت پر فیصلہ دینے مین اون اصولون کو گنوا دین اور اون سے اندھے ہو جاوین -

یہہ درست نہین کہ فریقین مین فیصلہ کرنے کے لئے فریقین کی قوم کی مقبولہ نظیر ہی فیصلہ کن ہوا کرتی ہے - اور خصوصاً حریف مخالف کی مقبولہ نظیر اوس کے حق مین مانع تقریر ہوا کرتی ہے یہان ایک مدعی نبوت کا مقدمہ ہمارے سامنے موجود ہے فریق مخالف کہتا ہے کہ فلان فلان باتین جو اس مدعی مین پائی جاتی ہین وہ اس کے دعوے کے منافی ہین مدعی کا یہ تو فرض ضرور ہے کہ یا تو اون منسوبہ باتون کے وجود سے انکار کرے یا اون کی تشریح کر کے دکھلائے کہ وہ باتین منافی دعوی نہین لیکن کیا وہ کوئی روک سکتا ہے اور کیا یہ اوس کا حق نہین کہ بطور تقریر بالغ مخالف وہ وہی باتین فریق مخالف کی کسی مقبولہ نبی مین دکھلا دے - ہان اگر فریق مخالف کہدے کہ وہ اوس حوالہ دادہ نبی کو نبی ہی نہین مانتا - تو پھر یہ دلیل بالکل فضول ہوگی خواجہ صاحب یہہ تو آپ کے پیشہ کی اور آپ کے موجودہ منصب کی روزانہ پریکٹس ہے - پھر تعصبات کو آپنے کیون اجازت دی کہ آپکو اپنی روزانہ پریکٹس بھلا دین - جناب مرزا صاحب قبلہ کے اس طریق عمل پر یون حملہ نہین ہو سکتا - جس طرح آپ نے کیا اور جس طرح عامۃ الناس آجکل ہمارے مقابل کہہ دیا کرتے ہین - جب کبھی ہم کسی امر مین سچے اسوہ حسنہ نبی کریم صلعم کا حوالہ دیا کرتے ہین - کیا آپ چاہتے ہین کہ ہم ابو جہل کا یا فرعون یا نمرود یا کسی فریسی جوودی کا نمونہ ان باتون مین پیش کیا کرین - افسوس زمانہ کو کیا ہو گیا یہ لوگ مخالفت کے باعث کیون موٹی سے موٹی باتین سمجھنے سے قاصر ہو گئے - خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ ہم ایک مورخانہ اور حکیمانہ نگاہ رکھتے ہین - اب کیا ایک حکیم مورخ کا فرض نہین کہ اگر کوئی بات کسی اوس کے ہمعصر مین قابل اعتراض ہو تو اگر وہی بات کسی گذشتہ قوم کے کسی مقبولہ بزرگ مین پائی جاوے تو پھر اوسے بھی قابل اعتراض سمجھے - خواجہ صاحب ہمنے موجودہ نسل کے ملحدین کی سرپرستی نہین کی - اگر جناب مرزا صاحب مین بعض امور پائے جاتے ہین جنکو آپ نقص قرار دیتے ہین اور بعینہ وہ باتین جناب رسالتمآب مین بھی پائی جاتی ہین تو آپ کا فرض ہے کہ اون کو بھی نقص کا جامہ پہنائین - بات یہ ہے کہ جن باتون کو آپنے جناب مرزا صاحب مین نقص سمجھا ہے وہ فی الواقع کوئی نقص نہین اور اسلئے وہ نبی کریم کی وجود پاک مین بھی ہونے کی باعث اون کو کسی نقص کے زیر الزام نہین لا سکتین - اور بالفرض اگر وہ باتین نقص ہین اور اس امر کے محاکمہ کرنے مین ہم ہرگز نہ تھکین گے - کہ وہ نقص کس فرد مین پائے جاتے ہین تو پھر اگر غلام احمد صاحب صاحب نقص ہے تو اوسکا احمد بھی عیاذاً باللہ نقص سے خالی نہین -

ہم کو منتقی مزاج ہونا چاہیئے اگر بعض باتون کی موجودہ نسل کے ملحدین کو ہنسا یا تو یا تو ہم اون ملحدین پر ثابت کر دکھا دین کہ اونکا ہنسنا بیجا ہے اور وہ باتین اپنے اندر کوئی نقص نہین رکھتین - اور اگر ملحدین درست طور پر ہنس رہے ہین تو ہم کو بھی اون کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیئے - دیکھو اگر ہم نبی عرب کو ہندوستان مین بیٹھکر اسلئے قابل اقتداء عالم سمجھ رہے ہین کہ اون کے کمالات ذاتی ہی اونہین اسبات کا مستحق ٹھیراتے ہین - اور نہ اس لئے کہ ہم مقدس نبی کے کسی امت کے گھر مین پیدا ہوئے ہین - تو پھر ہمین اوس کے غلام نبی مند کو بھی نبی اونہین کمالات کے باعث ماننا پڑے گا - اور اگر ہم احمد کے غلام (جناب مرزا غلام احمد صاحب) کو نبی اسلئے تسلیم نہین کرتے کہ اوس مین بعض باتین پائی جاتی ہین - جنہین ہمارا محاکمہ نقص ٹھیراتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ وہی باتین بعینہ احمد مختار مین بھی موجود ہین تو ہم جہان غلام احمد کو چھوڑین گے ساتھ ہی اوس کے سردار کو بھی جواب دین گے - کیا ہم نے کورانہ تقلید سے اسلام کو قبول کیا ہے اور اوسپر قایم ہین اگر یہ کورانہ تقلید نہین بلکہ ہماری حکیمانہ مورخانہ تحقیق کا نتیجہ ہے تو پھر ہمارے اصول تنقید کے ماتحت ہر ایک شخص ایک ہی حیثیت مین آویگا اب ہمارے ریاستی جج ہی ہم کو ملزم ٹھیراوین کہ ہمنے مذکورہ بالا اصول محاکمہ کے بیان کرنے مین کونسی غلطی کی ہے - دراصل بات یہ ہے کہ جن باتون کو ان لوگون نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا اونہین سے اکثر تو موجود ہی نہین ہوتین اور جو موجود ہین وہ کسی طرح عقلاً نقلاً عرفاً قابل اعتراض نہین - نہ وہ باتین کبھی احمد مختار مین نقص اور جرم کے قابل سمجھی جانے کے قابل ہین نہ اون کا وجود اون کے غلام کو ہدف اعتراض بنا سکتا ہے اور اگر کوئی ملحد ان باتون پر ہنستا ہے تو دنیا مین بہت سے جاہل عقلا کی باتون پر ہنسا کرتے ہین - اور ہم ہر وقت اون جہاں کی خدمت کرنے کو طیار ہین - اس مرحلہ پر مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ راقم عصر جدید نے جس امر پر حضرت سرور انبیاء صلواۃ اللہ علیہ کے اسوہ حسنہ پیش کرنے پر اسقدر جرح قدح کی ہے اوس کو بھی زیر بحث لایا جاوے -

وہ الہام الٰہی کی تفہیم کا سوال ہے - حضرت امام الوقت سلمہ ربہ کے معدودے چند الہام جو رنگ پیشگوئی تھے - پہلے بعض وقت اوس طرح پورے نہ ہوئے جس طرح وہ پورے ہونے پہلے سمجھے گئے - حالانکہ پورا ہونے کے وقت اگر الہام ربانی کے لفظون کو دیکھ لیا جاوے تو وہ الفاظ عین واقعات پیش آمدہ کے مطابق اور موافق تھے یعنی الہام جن واقعات کی پیشگوئی کرتا تھا وہ واقعات تو بعینہٖ مطابق الفاظ الہام الٰہی پورے ہوئے - البتہ جو تشریح اول الہامات کی انسانی دماغ نے تجویز کی تھی وہ بعض حالات سے جنکی ہم آگے چلکر تشریح کرینگے کچھ اور ہی تھی معترضین کے اس اعتراض پر کہ کیون الہام الٰہی کی تفہیم مین خود صاحب الہام نے ایک الگ راہ اختیار کی ہمین علاوہ وجوہات حقہ بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم ایسے ہی واقعات کو اون کامل افراد کی زندگی مین دکھلاوین جو ہمارے معترض کے اعتقاد مین حد نبوت پہنچکر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے - اس سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ جو باتین کسی حکمت الٰہی کے تقاضے پر ایک متبوع نبی سے مستبعد نہین وہ اوسکے کسی متبع کے حالات کے منافی حال کیون متصور کیجاوین مثلاً فخر کونین علیہ الصلواۃ والسلام نے رویا مین دیکھا کہ وہ اور اون کے ہمراہ آپ کے مقتدر صحابہؓ نے احرام باندھا ہوا ہے اور آپ طواف مکہ کر رہے ہین - یہ ایک وحی الٰہی تھی جو رویا مین مخبر صادق پر ظاہر ہوئی اسکے مطابق آپنے اوسیوقت ارادہ مکہ کیا - لیکن جب حدیبیہ کے مقام پر آپ پہونچے تو آپ روکے گئے - اور ایک عہد نامہ کے بعد جسکے شرائط اوسوقت بعض جلیل القدر اصحاب اپنے لئے بہت ہی ذلیل شان سمجھتے تھے آپ مع الخیر واپس آئے نہ طواف مکہ ہوا اور نہ اغراض احرام پوری ہوئین حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے ہمراہی خوب جانتے تھے کہ جس خواب کی بنا پر یہہ سب سفر تھا اوسکا مفہوم جیسے کہ وہ سمجھے تھے واقعات حدیبیہ نے پورا نہ ہونے دیا - بلکہ بعض جلیل القدر اصحاب کو اس پیشگوئی پر کچھ تامل سا بھی ہو گیا - لیکن جناب صدیق اکبر جیسے امور الٰہی پڑھنے والے اور منہاج نبوت کے آشنا بزرگ خوب سمجھتے تھے کہ مخبر صادق کا رویا وحی الٰہی کے ماتحت ہے وہ کبھی خطا نہین جا سکتا البتہ ایک دل جو ایک طرف تو خدا کے وعدون پر کامل ایمان رکھتا ہے اور دوسری طرف اون وعدون کی پورا ہونے مین اپنی جماعت کے ازدیاد ایمان اور اپنے مشن کی کامیابی دیکھتا ہے - جو خدا تعالےٰ کے جلال کو دنیا مین قایم رکھنے کے لئے اسقدر تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کہ اوس کی دلی تمنا ہے کہ جو بات حق کے ظہور کے لئے خدا کے علم مین کچھ عرصہ بعد ہونی تھی اوسکا بیقرار اور مشتاق دل اوسے آج ہی دیکھنا چاہتا ہے یہ اوس سچے عاشق حق کی دلی کیفیت کا ظہور ہے کہ اوس نے اپنے خواب کے پورا ہونے کے وقت کو قریب سمجھا ڈالا جو کچھ رویاء پاک مین دکھلایا گیا وہ تو کسیطرح غلط نہ

جاسکتا تہا - چنانچہ یہی عہدنامہ حدیبیہ اون اسباب کے پیدا کردینے کا موجب ہوا کہ جن کا نتیجہ قریب زمانہ مین فتح مکہ تہا - تہوڑے عرصہ بعد اوس رویا کے مطابق دس ہزار قدوسی اپنے مقدس سردار کے ساتہہ مکہ پہنچے احرام باندہا گیا اور طواف ہوا اور خدا کی باتین بالفاظہ پوری ہوئین - اب اگر تعین وقت مین خدا کے بہیجے نبی نے وہ بات نہ کہی جو خدا کے علم مین تہی تو اوس سے نفس الہام وحی کو کوئی تعلق نہین نہ ایسا کرنا نقیض نبوت تہا - اب اگر ایک تبع نبی کریم ایک اس قسم کی پیشگوئی کے متعلق کسی امر کی تعین مین کوئی راہ اختیار کرلے تو پہر نفس الہام یا پیشگوئی کو اوس سے کیا تعلق - دیکہنا تو یہ ہے کہ الفاظ الہام الٰہی کیا تہے - جب واقعات پورے ہوجاوین - اور وہ واقعی من وعن الفاظ الہام الٰہی کے مطابق نکلے - تو ایک سعید دل اون تشریحون سے اپنے آپ کو تذبذب مین نہیں ڈال سکتا - البتہ مریض اور جذامی دل جو چاہے تجویز کرے آتہم کی پیشگوئی ذووجہین تہی - اوس کی حیات موت اسکے رجوع وغیر رجوع الی الحق پر مبنی تہی - انبیاء سلف کے حالات اس امر کے شاہد ہین کہ انذاری پیشگوئیان بالضرور رجوع پر ٹل جایا کرتی ہین - لیکن اگر وقوعہ پیشگوئی سے پہلے اسلام کے سچے جان نثار نے دنیا کے عام مذاق کو دیکہکر اپنے دل مین یہی خیال کیا کہ اوس اکفر کی موت سے ہی ہزارہا روحون کی نجات ہے اور اس مین اسلام کا بول بالا ہے اور اس خیال پر اوسکی طبیعت دوجوہ موت کی طرف ہی مائل ہوگئی - تو کیا الہام الٰہی کی شان اس مین گہٹ جاوے گی - الہام اوسی طرح سچا ثابت ہوا - جس طرح اوس کے الفاظ سچے تہے - الہام الٰہی مین اگر صرف موت ہی ہوتی تو ہم ذمہ وار تہے لیکن الفاظ الہام تو اسبات کی تائید نہین کرتے الہام الٰہی تو رجوع کی شرط پر موت کو ٹال رہے ہین اب اگر آتہم نے رجوع کیا اور یہ بار ثبوت ہمارے ذمہ ہے اور جس غرض کو آیندہ اپنے محل پر ادا کرین گے - اور اس رجوع کے ہی باعث اوس کی موت ٹل گئی - تو پہر پیشگوئی تو پوری ہوگئی - گو ملہم کا خیال وقوعہ پیشگوئی سے پہلے دوسری وجہہ کی طرف مائل ہوگیا -

اب یہ دو واقعات عظیمہ ہین ایک احمد مرسل کے متعلق اور دوسرے اوسکے جان نثار غلام کے متعلق دونون واقعات آئندہ کی اطلاع خدا تعالے کے حضور سے پاکر دنیا کو اوس سے اطلاع دیتے ہین جو واقعات اس لئے بتلائے گئے ہین کہ اون کے پورا ہونے پر نصرت حق ہو - دونون کے بے قرار دل حق کی ترویج وقیام کے لئے سخت بیچین ہو رہے ہین دونون کی دلی تمنائین ایک ہی رنگ مین رنگین ہین اب اگر آقا اور اوسکا فیض یافتہ غلام الہام الٰہی کے متعلق کسی امر کے تعیین مین ایک راہ اختیار کرے اور منشاء الٰہی مین کوئی اور ہو تو آن کے الہام اوسی صورت مین غلط ہونگے اگر پیش آمدہ واقعات ان کی تجویز کردہ راہون سے الگ ہوکر بہی مصدق الفاظ الہام نہ ہون - ان دو واقعات مین تنقیح طلب امر یہہ ہوگا کہ آیا جسطرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکہا وہ لفظ بلفظ پورا ہوا یا نہین اور جس طرح الہام الٰہی آتہم کا موت سے بچنا صرف رجوع الٰہی پر ٹہیراتے ہین - آتہم نے رجوع کیا یا نہین - اور ہم آگے چلکر دکہلاوین گے کہ آتہم نے رجوع کیا اور اوس نے رجوع سے فائدہ اوٹہا کر پیشگوئی کو دوسری وجہ کے ماتحت پورا کیا - اب اگر ہمارے تعلیم یافتہ علیگڑہ اسبات کی بہی اجازت نہین دیتے اور اون کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ تفہیم الہام الٰہی آیندہ واقعات کے مطابق ہونی چاہئے اور اس کا خلاف ایک ملہم کی تکذیب کے لئے کافی ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ یہ اون کا اصول کسی سابق فرد کامل پر جاری نکیا جاوے جو اونکے مسلمات مین مقبول نبی یا مصلح ربانی ہے - مضمون جو اوپر اصولاً بیان کیا ہے اوسکا مؤید قرآن ہے -

آیت قرآن وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی - الآیۃ -

اسموقعہ پر مجہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مین اس امر پر بحث کے متعلق خواجہ غلام الثقلین کی اپنی عبارت نقل کردون تاکہ پبلک اور اون کو خود میرے مذکورہ بالا تحریر پڑہنے کے بعد سمجہ آجاوے کہ یا اونہون نے اوس تعصب کو نہین چہوڑا جو اون کی حالت تعلیم یافتگی کے برخلاف ہے اور اونہون نے اپنی حیثیت جج کو اس مقدمہ کے فیصلہ کرنے مین گرادیا ہے اور یا اونہین دینی معاملات پر غور کرنے اور سمجہنے کا موقعہ نہین ملا - اور ہر ایک بات جو آنہون نے لکہی ہے آن کی ذاتی تحقیقات کا نتیجہ نہین بلکہ سنی سنائی باتین اونہون نے جمع کردین - خواجہ صاحب لکہتے ہین

"سب سے بڑہ کر یہ کہ ایک کرشتان کی بابت حتمی اور موقت موت کی پیشگوئی کے غلط ہوجانے پر سید انبیاء محمد ن المصطفی کو بہی مثل اپنے خاطی اور غلط فہم ظاہر کیا جس سے خود آنحضرت کی نبوت پر شک واقع ہوتا ہے سب مسلمان قرآن کو کلام الٰہی کہتے ہین قرآن مین جس خواب کو پیغمبر نے دیکہا اس کی صریح تصدیق آئی ہے لقد صدق اللہ الرسول الرویا مرزا صاحب اور اون کے حواری نور الدین صاحب نے تاویل سے تصدیق الٰہی کو غلط قرار دیا یا قرآن کو انسانی گہڑت قرار دیا - یا اونہون نے نبی کو جسکی اطاعت مثل اطاعت خدا ہے کج فہم قرار دیا کہ وہ وحی کے معنے کرنے مین غلطی کرتے تہے - غرض اونہون نے آنحضرت کے خبر فتح مکہ کو جو بالکل راست تہی مرزا صاحب کی پیشگوئی موت آتہم کے برابر کردیا جو صراحتاً غلط ہے"

اے میرے بہولے بہالے سادہ مزاج خواجہ اور اے میرے چالاک ریویونگار - مین حیران ہون کہ ان دو متضاد سیرتون مین سے کس سے تجہے متصف کرون - یا تو تو نے جو کچہہ لکہا ہے محض سنی سنائی باتون پر سادگی سے اعتبار کرکے ان سماعی باتون کو شائع کیا اور بہولا پن سے عدم تحقیقات ونیک نیتی کے نتائج پر غور نکیا یا اگر تو نے آتہم کے متعلق ہمارے لٹریچر کو دیکہنے کے بعد یہہ باتین لکہین تو پہر بیشک پبلک کو اُن باتون سے مطلع کیا کہ جنکا وجود ہماری تحریر مین نہین - آپ کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب کی پیشگوئی مین صرف یہ تہا کہ آتہم ایک وقت مقررہ مین مرجاویگا - اور نہین مرا اور چونکہ یہ پیشگوئی غلط نکلی تو پہر مرزا صاحب اور حکیم صاحب نے اعلان یون کیا کہ جو خواب جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے فتح مکہ کی بابت دیکہا تہا وہ غلط نکلا اور جسطرح جناب مرزا صاحب خاطی ہین اسیطرح اون کے متبوع نبی کریم خطا سے خالی نہین - یہہ باتین آپنے واقعات مثبتہ کے رنگ مین لکہین کیا آپ دکہلاسکتے ہین کہ قبلہ ام حکیم صاحب نے کہین لکہا ہو کہ فتح مکہ والی پیشگوئی غلط نکلی تہی اور جو خواب پورا ہونے کی تصدیق قرآن کریم کرتا ہے وہ خواب پورا نہین ہوا - یا تو یہ سنی سنائی باتین ہین یا حکیم صاحب قبلہ پر لکہنے والے نے افترا باندہا ہے - اسیطرح یہ کسنے اور کہان لکہا ہے کہ قرآن انسانی من گہڑت ہے اور نبی کریم کج فہم ہین - یہ باتین جو آپنے یا آپکے سنانے والون نے آپ کی قلم سے ہمارے متعلق شائع کین - اگر خلاف واقعہ ہون تو کیا آپ نے ایک غیر معمولی اخلاقی جرم نہین کیا مین آپ کو یقین دلاتا ہون اور اسپر ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم کو کج فہم قرار دینے والا - اور قرآن کو انسانی گہڑت کہنے والا - میرے نزدیک کافر واکفر ہے -

ایسا ہی آپ اپنی تحریر مین پبلک پر یہ ظاہر کرنا چاہتے کہ آتہم کرشتان کے متعلق موقت وقت کی پیشگوئی کی ہتی - حالانکہ یہ بات نہین پیشگوئی موقت وقت مین اوس شخص کا حیات وموت اوس کے رجوع اور غیر رجوع پر رکہا تہا - نہ کہ صرف یہی امر تہا کہ وہ پندرہ ماہ کے اندر مرجاوےگا - اس امر کے بیان کرنے مین پہلے آپنے حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہا - آپ ماشاء اللہ جج ہین کیا فیصلہ لکہنے کے وقت جنکے ضابطہ سے آپ واقف ہوتے چاہئین آپ کا یہی طریق عمل ہے کیا آپ کا فرض بحیثیت جج مقدمات مین یہ نہین ہوتا کہ آپ ابتداء فیصلہ مین فریقین کے عذرات من وعن خواہ وہ غلط ہون یا درست بلا آمیزش درج کردین اور پہر تنقیح قائم کرکے ایک یا دوسرے کے حق مین فیصلہ دین -

آپ کو تو عادتاً ایسا کرنا چاہئے کیونکہ کچہہ عرصہ سے آپ جوڈیشل فرائض ایک ریاست مین ادا کررہے ہین جسکا تقاضا یہ تہا کہ آتہم والی پیشگوئی کے الفاظ من وعن درج کردیتے یا اُسکا صحیح مفہوم لکہتے اور پہر مرزا صاحب نے جسطرح رسول پاک صلواۃ اللہ علیہ کے اُسوہ حسنہ کو پیش کرکے فتح مکہ والی خواب سے استدلال کیا اوسکا خلاصہ درج کرکے پہر محاکمہ کردیتے - نہ یہ کہ آپ قلم فیصلہ تو ہاتہہ مین لے لین اور واقعات کے بیان کرنے مین فرائض ججی سے الگ ہو جاوین -

الغرض یہ چند امور تہے جنکا ذکر دینا بطور تمہید ضروری تہا - اور اس پر مین اس کتاب کے پہلے حصہ کو ختم کرتا ہون اسکا دوسرا حصہ تصدیق جناب مسیح الموعود علیہ السلام ہوگا - جسمین مین اون تمام امورات کا لحاظ رکہون گا جو بطور مبادی اس حصہ مین درج کئے گئے ہین - اخیر مین خواجہ صاحب کی خدمت مین استدعا ہے کہ وہ اس حصہ کتاب کو ٹہنڈے دل سے پڑہین اور وہ یاد رکہین کہ سچے واقعات کا اظہار ایک انسانی فرض ہے خواہ وہ الحق مرّ کے مفہوم سے بعض جگہ ضرورتاً خالی نہو - لیکن خلاف واقعہ امور کے ساتہہ سختی ایک گویا ظلم پر ظلم ہے - آخر مین میری دعا ہے کہ خواجہ صاحب کو خدا تعالے اپنے فرست اور واقعات کو باریک بینی کیساتہہ دیکہنے کی بصیرت عطا کرے اور انکے دل کو اون عام تاثیرات سے پاک کرے جو قومی تعص

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

حضرت مخدوم الملتہ کی علالت طبع نے ساری قوم میں ایک تشویش پیدا کردی ہے - اور فی الحقیقت اللہ تعالیٰ جس شخص کو "مسلمانوں کا لیڈر" قرار دے اُس کی ناسازی طبع اگر تشویش کا باعث نہ ہو تو اور کس کی ہو ہندوستان کے ہر حصہ سے عیادت کے خطوط آرہے ہیں ان خطوط کا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بیماری کے پے درپے حملے ہو رہے ہیں - اسوقت تک مولوی صاحب کا زندہ رہنا اعلیٰحضرت کی اعجازی دعاؤں کا کرشمہ اور حضرت احدیت کے فضل کا ایک نمونہ ہے +

بین الکتفین جو زخم تھا اور قریباً ۸ انچہ اور کئی انچہ گہرا جو زخم تھا اللہ تعالیٰ کا کمال احسان اور فضل ہے کہ وہ زخم قریباً پر ہو گیا ہے اور جسم کی عام سطح کے برابر آرہا ہے - اس زخم کے اوپر کی طرف یہہ مواد بڑھنا شروع ہوا تھا - اور گردن سے اوپر ایک کاربنکل اور نمودار ہوا تھا جسنے حضرت حجتہ اللہ اور آپکے خدام کو زیادہ فکرمند کر دیا تھا مگر الحمد للہ کہ وہ مواد بدون کسی اوپریشن کے خارجی تدابیر سے ہی خارج ہو رہا ہے اور آمین اب بہت کچھہ اصلاح ہو چکی ہے - پیٹھہ پر تھوڑے دنوں سے ایک اور پھنسی نمودار ہوئی تھی - اسکے ظاہر ہونے سے بھی اور بھی فکر ہو گئی تھی - لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پھنسی کو بھی خارجی علاج سے ہی دفع کر دیا اور اب اسکا اندیشہ نہیں رہا - اسکے سوا ایک بازو اور ایک ٹانگ کیطرف بھی اس فاسد مادہ کا رجوع ہوا ہے - بازو پر دو جگہ ورم کے آثار پیدا ہوئے تھے انمیں سے ایک حصہ کو پہلے اور ایک کو آج چیرا دیا گیا ہے جس میں سے پیپ وغیرہ خارج ہو کر وہ بازو خدا کے فضل سے ہلکا ہو گیا ہے کثرت پیشاب میں بھی اب کسیقدر آرام کے آثار نمودار ہوئے ہیں - یہہ عام حالات مولوی صاحب کے مرض کے ہیں - حضرت حجتہ الاسلام اور آپکی جماعت موجودہ قادیان مولانا صاحب کے لئے بدستور دعاؤں میں لگی ہوئی ہے - ایسا ہی یقین کیا جاتا ہے کہ باہر کے احباب بھی دعاؤں کے ساتھہ اپنے معزز و واجب الاحترام بھائی کی ہمدردی میں مصروف ہوں گے -

مخدوم الملتہ کو باوجودیکہ سخت تکلیف ہے - لیکن اس تکلیف میں بھی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مقادیر کے ساتھہ پورے رضامند اور خوش ہیں + بیماری میں طبعاً اور فطرتاً انسان کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے - مولوی صاحب کی طبیعت پر ہرچند بیماری نے اثر کیا ہے مگر اس گہرے اور تکلیف میں بھی ان کے پاکیزہ اقوال عجیب لطف دے رہے ہیں - مولوی صاحب کے والد صاحب جو ایک ضعیف پیر مرد ہیں اور آجکل یہاں ہی میں آج صبح حضرت اقدس کے حضور ذکر کرتے تھے کہ

"آپ کی دعا ہے کہ خواہ عبد الکریم کیسا ہی ناراض ہو - گھبراہٹ ہو - مگر کبھی کوئی سخت اور بے جا لفظ اسکے منہ سے نہیں نکلا"

یہہ حالات آپ کے کمال **اطمینان قلب** کو ظاہر کرتے ہیں - ایک دن جبکہ ہم سب آپ کی عیادت اور پٹی لگانے کو گئے ہوئے تھے فرمایا "کہ اچھے دن ہو گئے تھے لکھنے اور پڑھنے کے دن ہیں" اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلاء کلمتہ الاسلام کے لئے آپ کے دل میں کسقدر جوش اور خواہش ہے + بہت سی باتیں ہیں جو قابل ذکر ہیں اور جنہیں کسی دوسرے وقت پر مفصل لکھا جاویگا - اکثر احباب کو آپ کی صحت کے متعلق مبشر رویا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی تعبیر کیا ہے آج حضرت اقدس نے قبل دوپہر جب کہ ڈاکٹر صاحب پٹی لگا کر اور باندھ کے اوپر چیرا دیکر آئے تھے اور حالات بیان کر رہے تھے) مولوی صاحب کے تذکرہ میں فرمایا

"ساری باتوں عنان اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھہ میں ہے وہ شخص بڑا ہی بدقسمت ہے جو اسباب ہی پر بھروسہ کرتا ہے میں تو اسی کے فضل پر نظر رکھتا ہوں - مولوی صاحب کے متعلق میں دعائیں کر رہا ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور فعل ہے تاکہ ہماری جماعت جان لے کہ **خدا ہے** اسکی معرفت اور ایمان میں ترقی ہو - انسان جبتک اس طریق پر اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور تصرفوں کو نہ دیکھے اسکی معرفت اور بصیرت ترقی نہیں کرتی - خدا تو خدا ہے خود انسان کے متعلق بھی یہی قاعدہ ہے کہ جبتک کہ وہ کسی دوسرے انسان کے اخلاق کے نمونے نہ دیکھے اسکو شناخت نہیں کر سکتا یوں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لا انتہا ہیں جیسا کہ خود اسنے فرمایا ہے وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها یعنے اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ہرگز ان کو گن نہ سکو - اسکے اردگرد نشانات ہی نشانات ہیں چاند - سورج ستارے - زمین - آسمان - درخت غرض ہر چیز جو اسکے گردوپیش ہے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور نشان ہے لیکن انسان چونکہ سریع النسیان ہے - اسلئے بھول جاتا ہے اور تازہ بتازہ نشان دیکھنے کا آرزومند رہتا ہے پس جس کی نسبت اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے اس قسم کا موقع دیتا ہے اسیطرح ہماری جماعت کے لئے یہ ایک عمدہ موقع ہے - مولوی صاحب کے لئے جو دعائیں کیجاتی ہیں جب ان کا کھلا کھلا نتیجہ ظاہر ہوگا تو ہماری جماعت کی معرفت اور امید زیادہ ہو جائیگی" - علی حضرت جس شفقت اور ہمدردی کا اظہار اس بیماری میں مولوی صاحب سے کر رہے ہیں وہ آپ کے صدق دعویٰ کی بہت بڑی کھلی کھلی دلیل ہے - الحکم کے ناظرین ایک حد تک اس سے واقف ہیں - ۲۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کو آپنے ارادہ فرمایا کہ ۲۸ ستمبر کو باہر جاکر جنگل میں مولوی صاحب کے لئے دعا کریں - کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی سنت انبیاء ہے چنانچہ آپنے فرمایا کہ میں کل یعنی ۲۸ ستمبر کو باہر باغ میں جاکر مولوی صاحب کے لئے دعا کروں گا - خدام کو بھی تاکید کی کہ تم میں سے ہر ایک الگ الگ ہو کر دعا کرے - چنانچہ وعدہ کے موافق آپ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو صبح ہی باغ میں تشریف لے گئے اور کئی گھنٹہ تک وہاں تخلیہ میں رب العزت کے حضور دعا کرتے رہے واپس آکر فرمایا "میں دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے وہ ایسے اسباب پیدا کر دے جو زخم مرض کے لئے مفید اور معاون ہو جاویں صحت کا عطا کرنا اسی کے ہاتھہ میں ہے"

آج قبل دوپہر حضرت حجتہ اللہ نے فرمایا کہ کل یعنی ۲۹ - ستمبر ۱۹۰۵ء کو مجھے مندرجہ ذیل الہامات ہوئے -

۱ - لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون -
۲ - وقالوا من ذا الذی یشفع عندہ هيهات هيهات لما توعدون -
۳ - قل ان الله عزيز ذو انتقام افلا تؤمنون -
۴ - قل عندی شهادة من الله فهل انتم تؤمنون -
۵ - قل ما ادريكم من امری والحمد لله رب العلمين -
۶ - انا انزلناه فی لیلة القدر انا کنا منزلین -

فرمایا چونکہ یہی امر درپیش ہے اسی لئے اسی کے متعلق سمجھتے ہیں (واللہ اعلم بالصواب)

الہام ۲ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس رویا کے ساتھہ تعلق رکھتا ہے جو عبد اللہ سنوری کی پہلے شائع ہو چکی ہے -

القصہ مولوی صاحب کی حالت رو بصحت ہے اگرچہ بیماری مختلف پہلوؤں سے حملے کر رہی ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر بڑی بڑی امیدیں ہیں - یہاں اس امر کا ذکر بھی مناسب نہیں ہے کہ ہمارے مخالفوں نے حضرت مخدوم الملتہ کے متعلق گجرات وغیرہ میں موت کی خبر مشہور کر دیگئی ہے جو ایشیائی طریق آفادل کے موافق فال نیک اور درازی عمر کے لئے نشان سمجھا جاتا ہے تاہم اس میں کوئی کلام نہیں یہ امر بلا مبالغہ ہے کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا اس بیماری سے جان بر ہو جانا ایک عظیم الشان **نشان** ہوگا - جو مسیح کا احیاء **موتی** ہوگا خدا کرے کہ ہم اسکو بہت جلد دیکھیں (آمین)

آخر میں ناظرین الحکم سے التجا ہے کہ وہ اپنے مخدوم اور معزز بھائی کی ہمدردی **دعا** سے کریں -

اصلاح

مولوی صاحب ممدوح کی علالت کے متعلق مضمون میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک فقرہ کے الفاظ آگے پیچھے ہو گئے ہیں وہ صفحہ ۲ کالم ۲ کی ۲۹ ویں سطر ہے اسے اسطرح پڑھو "وہ جو شخص اس امام پر جو اپنے آپ کو امام حسینؑ سے افضل سمجھتا ہے اور ہے اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں ایمان لاتا ہے"

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کسٹری مدرسہ کے ممبر کیمکل اگزامینر ولیم سولٹن کریسپر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیون کو دور کرکے اوسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی مین اسکی استعمال سے بھوک بڑہتی ہے اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھہ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن مین پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہرطرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہوسکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جوکہ معدہ کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین مثلاً ہیضہ۔ تخمہ۔ بدہضمی۔ نفخ۔ قراقر۔ کہٹی یا جلی ہوئی ڈکار کا آنا گلے کی سوزش۔ پیٹ کا درد۔ اسہال۔ پیچش۔ ریاح کا درد۔ کمی اشتہاد۔ بواسیر۔ قبض۔ ان سب شکایتون مین مثل جادو کے اپنا اثر دکہلاتا ہے چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بہی روکتا ہے۔ دمہ یا سانس کا پہولنا جوکہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو اوس مین بہی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے گٹھیا کو بہی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنون مین اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزارون مین سے دو چار سرٹیفکٹون کا خلاصہ

جناب معلی القاب دبیر الدولہ ناظم یار جنگ اُستاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن سے تاریخ ۱۴۔ جون ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین نے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور اوسکو اوصاف کے ساتھہ موصوف پایا جیسا کہ اشتہار مین درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بہی تعریف کی۔ **جناب** صاحبزادہ محمد امین الرحمان خانصاحب نبیرۂ عالیجناب نواب صاحب والی جہجر مرحوم ۹۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کو مقام لدہیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی سدہضمی کہٹی ڈکار۔ نفخ۔ درد ریاحی۔ درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایت کے شاکی تہے میرے پاس آئے مین نے آپکا نمک سلیمانی اُنکو دیا بخدا کے فضل سے اُن لوگون کو آرام ہوا درحقیقت آپ کا نمک سلیمانی امراض معدہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکہتا ہے اور مین خود درد ریاحی اور کہٹی ڈکارون کے مرض مین مبتلا تہا مجہے نمک سلیمانی کے استعمال سے شفاء کلی حاصل ہوئی۔ **جناب** مولوی ریاض احمد صاحب اُستاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بہوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تہا اور ہرطرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اوسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپ کے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا۔ براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بہیج دیجئے۔

جناب۔ بابو سالک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۳۔ اگست ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجہکو جاپان آتے وقت درپیش تہا۔ بہت مدد ملی سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتون کے واسطے بہی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب۔ بابو بہگل رام صاحب زمیندار و ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ امریکہ وغیرہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریان مثل متلی۔ چکر۔ قے۔ بخار وغیرہ مین بہی اپنا اثر بہت اچہا دکہلاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنے والے لوگ اپنے ساتھہ رکہہ کر ضرور فائدہ اوٹھائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے۔

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب پنڈت رماشنکر صاحب مصر ایم اے۔ تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کے واسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸۔ جنوری ۱۹۰۵ء مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کہٹی اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے۔ غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے۔ جن لوگون کو کہانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کہانے کے بعد تہوڑا سا نمک سلیمانی کہا لیا کرین۔

بیہ ب- ..... اظہار کرگذرتے ہین چنانچہ تمہیدی نوٹ مین یون لکھتے ہین۔

"ہم کو یقین ہے کہ بحث یا مناظرہ کرنیوالی اگر غور کرین تو اُن کو معلوم ہوگا کہ پرُ زور لکھنا۔ اور بدکلامی۔ علمیت اور بدزبانی مین بہت فرق ہے۔ کیا یہ بہتر ہے کہ ہم چند کم علم اور بے تمیز آدمیون کو خوش کرین یا سنجیدہ اور عالم اشخاص سے داد لین۔ البتہ جن مذہبی اخبار نویسون کا مقصد جاہلون کے سامنے مذہبی جوش کا جھوٹا اظہار کرکے روپیہ کمانا اور اپنی قوم کو لوٹنا ہے اُنکے لئے کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی"۔

اس نوٹ کے بعد آپ سر سیّد کا محولہ مضمون درج کرتے ہین جسمین سے ہم ذیل کی سطور نقل کرتے ہین۔

"پس اے میرے عزیز ہم وطنو! جب تم کسی کے برخلاف کوئی بات کہنی چاہو" یا کسی کی بات کی تردید کا ارادہ کرو تو خوش اخلاقی اور تہذیب کو ہاتھ سے مت دو ...... تردیدی گفتگو کے ساتھ ہمیشہ سادگی سے معذرت کے لفظ استعمال کرو۔ مثلاً یہ کہ میری سمجھ مین نہین آتا یا شاید مجھے دہوکا ہؤا یا مین غلط سمجھا......

خواجہ غلام الثقلین کی تعلیم یافتہ حالت اور یہ اُنکا مذکورہ بالا اقتباس ہمین یقین دلاتا ہے کہ ہندوستانی دنیا مین اگر اور کوئی نہین تو وہ ضرور اپنی تحریر مین امور بالا کے پابند ہونگے۔ یہ وہ باتین ہین جنکے باعث مینے اشتیاق کی نگاہ سے عصر جدید کا انتظار کیا جو خواجہ صاحب نے میرے مطالبہ کرنی سے پہلے ہی میرے پاس بھیجدیا۔ آپ مجھے تاکید فرماتے ہین کہ مین مضمون زیر تنقید کو غور سے کئی دفعہ پڑھون۔ اور آپ میرے لئے دعا فرماتے ہین کہ مین آپ کے مضمون کو پڑھ کر کسی ٹھیک نتیجہ پر آجاؤن۔ مین خواجہ صاحب کو یقین دلاتا ہون کہ مین نے اون کا مضمون ایک نہین دو نہین بلکہ دس بار کے قریب پڑھا۔ اور مین اُنکی دعا کے مطابق جس ٹھیک نتیجہ پر آیا اُس سے مین اون کو اور پبلک کو اطلاع دیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب کی تحریر نے میرے معتقدات کو اور زیادہ مضبوط کیا۔ جن وجوہ کی موجودگی پر خواجہ غلام الثقلین صاحب نے بتحقیق خود حضرت اقدس مرزا صاحب کی مشن کو ایک "مکارانہ چال" قرار دیا۔ وہ مین علےٰ وجہ البصیرت اس ربّانی مشن مین فی الحقیقت نہین دیکھتا۔ اور جن امور کا عدم وجود بخیال حضرت ممدوح کی دعاوی کی نقیض ہے وہ میرے علم مین علی وجہ الکمال یہان موجود ہین عصر جدید کے دیکھنے سے پہلے بہ سبب

ان نیک گمانون کے جو تعلیم یافتہ اہل قلم کی ذات کے متعلق میرے دلمین مرکوز تہے میرا خیال تہا کہ خواجہ غلام الثقلین کی تحریر کسی نہ کسی رنگ مین مفید ثابت ہوگی۔ لیکن اس تحریر کو دیکھنے سے میرے خیالات مین انقلاب کی بنیاد پیدا ہونے لگ گئی۔ ہان عصر جدید ایک رنگ مین مجھے مفید بھی نظر آیا اُس نے اُس میرے خیالی اور وہمی بت کو پاش پاش کردیا جو ایک مدت سے میرے خیال نے تعلیم یافتہ اور خصوصاً علیگڈھ کے گریجوایٹون کی عصمت کے متعلق میرے ذہن مین قایم کردیا تہا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ بغیر اصلاح دین کے انگریزی تعلیم سے اصلاح اخلاق و آداب ہونا ناممکنات سے ہے۔

حسرت کا مقام ہے کہ خواجہ غلام الثقلین جو حضرت مسیحیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودہ کامیابی کی وجوہ کو طوعاً (وکرہاً) ماننی پڑی ہے) تاریخ و حکمت کے گہرے اصولون کی بنا پر دریافت کرنے کی قابلیت کا دعوے کرتا ہو۔ وہ اس مضمون پر قلم اُٹھانے کے وقت اسقدر گرجاوے کہ اپنی تحریر مین ایسے واقعات بطور واقعات مثبتہ لکھدے جنکا قطعاً کوئی وجود ہی نہین۔ وہ ایسے امور جناب مرزا صاحب اور اُن کی جماعت کے متعلق حتمی طور پر منسوب کرے جن سے وہ بالکل پاک ہین۔ وہ اپنے نتائج کی بنیاد اون وجوہ پر رکہے جنکا وجود حضرت مرزا صاحب کی تصنیف مین تو موجود نہو۔ بلکہ محض اُنکے خیال اور وہم نے تجویز کیا ہو۔ وہ اہم سے اہم مسائل کی تحقیقات کے لئے خود خانہ ساز اصول تجویز کرے اور بعد مین اس پیمانہ کے ساتھ ہی بے احتیاطی سے آزمائے۔

مثلاً عصر جدید کا ریویو نگار بہت سی باتین اس رنگ مین بیان کرتا ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اول بیان کردہ باتون کے وجود کے متعلق تحقیق کر کے حق الیقین کے درجہ تک پہنچ چکا ہے حالانکہ وہ بالکل بے بنیاد اور خلاف واقعہ ہین۔ ممکن ہے کہ لکھنے والا جواب مین غلط استنباط کرنے کے عذر کی اوٹ مین پناہ لیلے اس لئے اُن واقعات سے درگذر کرتا ہون۔ جس مین کچھہ نہ کچھہ احتیاطی رنگ ہے اور فقط مین وہ باتین لکھتا ہون جنکو خواجہ غلام الثقلین بطور واقعات مثبتہ پیش کرتا ہے۔ اور قریباً اونکی عبارت ہی یہان نقل کی جاتی ہے۔

(۱) مرزا صاحب کے داعیون کی جماعت مشاہرہ یاب ہے جنہون نے "دین کے نام سے اچھی اچھی تنخواہین وصول کرنے کا شیوہ اختیار کرلکھا ہے جنکو" ایک شغل ناموری اور حیلۂ رزق درکار تہا" مرزا صاحبؑ کا تنخواہ یاب قصیدہ خوان گروہ "مسلمانون کے ایک خاصہ گروہ" کو یہہ کہکر لوٹتا ہے کہ زندہ اسلام کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان چلو"۔

(۲) "معجزات کی نسبت مرزا صاحب کا عقیدہ مرحوم سرسید کے عقیدہ کے موافق ہے یعنے معجزات سے انکار ہے۔

(۳) مرزا صاحب نے اعجاز المسیح جو کتاب لکھی وہ اکثر بابیون کی کتاب البیان وغیرہ سے لیگئی ہے۔ مرزا صاحب۔ بابیوں اور دوسرے فرقون کے انتخابات اپنی طرف سے شائع کرتے ہین۔

(۴) مرزا صاحب نے جس عورت کے نکاح کے متعلق پیشگوئی کی تھی وہ بالغہ تہی۔ اور اوس کی رضامندی نہ لیگئی۔

اب مین خواجہ صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپنے امور بیان کردہ کی بابت کامل تحقیق کرلی ہے کہ یہہ امور بیان کردہ بالکل صحیح اور درست ہین آپ ان کے بیان کرنے مین اگر لفظ سنے سنا ہے یا ہمارے سننے مین آیا یا ہم باور کرتے ہین وغیرہ وغیرہ الفاظ اضافہ کردیتے تو شاید آپ اسقدر ملزم نہوتے۔ جیسا کہ اب آپ کے ذمے مجھے یہہ الزام لگاتے ہوئے کوئی تامل نہین رہتا کہ اپنے جھوٹ اور بالکل جھوٹ واقعات کے بیان کرنے مین بڑی جرأت اور بے پرواہی سے کام لیا۔ آپ کو خوب علم ہے کہ آپ نے آجتک امور بالا کے متعلق کوئی تحقیق نہین کی۔ اور آپ کی واقفیت کا کل سرمایہ بعض جہلا سے سنی سنائی باتین ہین کیا آپ نے سنی سنائی باتون کو واقعات مثبتہ کے رنگ مین لکھکر اوس منصب ریویو نگاری سے عہدہ برائی کی ہے۔ کہ جسپر آپ کو ناز ہے آپ تو مورخانہ اور حکیمانہ اصولون پر لکھنے کا دعوے کرتے ہین لیکن کیا وہ مورخانہ اور حکیمانہ اصول بہی اس قسم کے ہونگے۔ آپنے ہمکو یا ہم مین سے بعض کو تنخواہ یاب قرار دیا آپ نے ہماری نیات (موٹوز) پر بلا تحقیق حملہ کیا آپ کے نزدیک ہم اپنے معتقدات مین صادق نہین بلکہ ہم خوب سمجھتے ہین کہ قادیانی مشن ایک حیلۂ رزق ہے اور ہم نے اپنی بے روزگاری اور بے معاشی مین وجہ معاش یہہ نکال رکہی ہے۔ اب یہ واقعات اگر جھوٹ نہین تو آپنے ایک معزز گروہ پر جنکی لیاقت علمیت فضیلت اور دنیوی وجاہت۔ عام تمدن کے اصولون کے مطابق (جنکے آپ بانی ہونیکی ادعا رکھتے ہین) قابل لحاظ تہی۔ ناجائز حملہ نہین کیا

آپ ایک جنٹلمین ہین اور مجھے ایک جنٹلمین سمجھکر میرے الفاظ کو ایک جنٹلمین کے الفاظ سمجھکر اون کو صداقت کی عزت دین گے۔ اسلئے مین آپ کو یقین دلاتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ مین اپنے بیان مین صادق القول ہون کہ مرزا صاحب کے مشن کے داعی نہ اس دعوت کے لئے کوئی تنخواہ پاتے ہین نہ مشاہرہ۔ امنین سے اکثر ایسے ہین جو اگر قادیان سے باہر ہوتے اور اور اہل دنیا کیطرح اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوتے تو شاید موجودہ حالت سے بہت زیادہ دنیوی تمتع اوٹھاتے امنین سے ایک تو قبلہ ام مولوی نور الدین صاحب ہین جنکو یہان سے حیدر آباد اور پہر بہاولپور سے کئی صد روپیہ ماہوار پر ملازمت کے لئے بلوایا گیا۔ اور اُنہون نے صحبت مسیح کے بالمقابل دنیوی مال کی طرف نگاہ نہ کی۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب کی ایک مدت تک گیارہ صد روپیہ کے قریب ماہوار جمون کشمیر مین آمد رہی اور یہ آمد سالہا سال۔ رہی اون کی اپنی زرعی زمین اور جائداد منقولہ بہی بڑی بہاری ہے اون کا اپنا کتب خانہ بہت بڑا قیمتی ہوگا۔ اب اس تمام دنیوی حشمت اور وجاہت کے مقابل جو شخص اُن کے موجودہ فقیرانہ گذارے کو دیکھے تو اوسے یقین ہو جائیگا کہ ان لوگون پر کس قدسیت مآب کی روحانی تاثیر ہے کہ جس نے ایسے فاضل اور علامۂ دہر کو ایک مسکین اور فقیر بنا رکھا ہے۔

دوسرے مشاہرہ یاب بقول آپ کے مولوی عبد الکریم ہوسکتے ہین جنہون نے اپنے گہر کے طرح طرح کے آرام اور آسائشون کو چھوڑ کر نہایت ہی مسکینی کی زندگی اختیار کی ہے اور اگر آپ میرے الفاظ پر یقین رکھتے ہین تو آپ یقین رکھین کہ وہ ہرگز ہرگز مشاہرہ یاب نہین جو بعض اوقات تنگی و عسرت سے گذارہ کرتے ہین لیکن مسیح کی ہمسائیگی کو ہی ایک اعلےٰ نعمت سمجھتے ہین۔ تیسرے مولوی محمد علی صاحب یہ وہ بزرگ ہے جو ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ اور وکیل ہین۔ جو بی اے کے مضمون ریاضی مین پنجاب مین اول رہے جس سے اون کی خاص قابلیت کا ثبوت ملسکتا ہے۔ آپ اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان مقابلہ کے منظور شدہ امیدوار تہے۔ جنہون نے اپنی دنیوی خواہشات کو چھوڑ کر اس مسیح کی ملازمت اختیار کی وہ ایک انگریزی میگزین کے ایڈیٹر ہین۔ اور اس کی اشاعت کے ابتدائی سالون مین وہ بطور وجہہ کفاف ایسی قلیل سے قلیل تنخواہ لیتے رہے ہین جو آپ کے عصر جدید کے ایک محرر کی تنخواہ کے برابر ہوگا۔ اسی طرح مولوی

محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پچاس روپیہ ماہوار کی ملازمت بہوپال سے انہیں معتقدات کے باعث چہوڑی - وہ لوگ جو دہ چند نہیں صد چند روپیہ قادیان سے باہر رہکر کما سکتے تھے - اگر وہ قادیان مین محض وجہ کفاف پر قانع ہوکر رات دن کام کرین کیا وہ تنخواہ یاب داعی ہو سکتے ہین - آپ کا یہ لقب ان صادق قدم فدایان راستی پر تب صادق آتا جب یہ لوگ اپنی موجود وجہہ معیشت کے مقابل قادیان سے باہر رہکر کچہہ کما نہ سکتے اور ان کا قادیان آنا محض تلاش روزگار ہوتا + آخر آپنے بہی تو ایک اصلاح کا ٹہیکہ لے رکہا ہے جیسے کہ آپکا ایک مداح نیاز احمد نام یہان تک لکہتا ہے - کہ چونکہ آپ کو سابقہ فرائیض منصبی کی ادائیگی مین زیادہ وقت اصلاح تمدن کے لیئے نہ ملتا تہا - تو اس لیئے آپ نے " مالیر کوٹلہ کی ملازمت اپنی بہت سی امیدون کو خیر باد کہکر صرف اسوجہ سے اختیار کی ہے کہ اصلاح تمدن کے کام مین آپ زیادہ وقت صرف کر سکین "

یہہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے جسدن سے امتحان ایل ایل بی پاس کیا آپ نواب محسن الملک کے ساتہہ بہر حیدر آباد مین ایک عرصہ بصیغہ ملازمت رہے اور بعد مین کچہہ دن بحیثیت وکیل کام کرکے اپنے ملازمت مالیر کوٹلہ بمشاہرہ ساڑھے تین صد روپیہ اختیار کی آپ خوب جانتے ہین کہ وکالت کے لازمی اخراجات ایک معمولی وکیل کے ڈیڑہ صد روپیہ سے کم نہین جس صورت مین آپ کی آمد بحیثیت وکیل پانصد روپیہ ماہوار ہونی چاہیئے - یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی طبیعت کہان تک پیشہ وکالت کے لیئے موزون ہے اور آپ کو کہان تک اسمین کامیابی ہوئی یا آئیندہ امید تہی اور جسوقت آپ ریاست مین ملازم ہوئے آپ کی آمد کس قدر تہی جسکا اندازہ انکم ٹکس سے ہو سکتا ہے - آیا اس ملازمت سے آپ کو فائدہ ہوا یا نقصان یہ باتین آپ یا آپ کے واقفکار ہی جانتے ہونگے لیکن مین اتنا آپ سے کہنے کی جرأت کرتا ہون کہ اگر آپ ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار کو ایک ریاست مین حاصل کرکے بہی محض قومی فائدہ کے لیئے اپنی آئیندہ امیدون کو خیرباد کہنے والے یقین کیئے گئے ہین - حالانکہ بقول بعض ریاست مین اگر صیغہ اصلاح تمدن کا کام سست ہے (دیکہو مضمون نیاز احمد) تو پہر کیون وہ سچی اور حقیقی قربانی کرنے والا " اپنی تمام آئیندہ اُمیدون کو خیرباد کرنے والی اس لقب کا سچا مصداق قادیان کا ایم - اے - ایل ایل بی - وکیل آپ کے بے رحمانہ فقرہ " مشاہرہ یاب داعی " کہلانے کا مستحق سمجہا جاتا ہے - جبکہ وہ خواجہ صاحب کی تنخواہ کا شاید پندرہوان حصہ بہی ایک مدت تک قومی خدمت سے نہ لیتا تہا - یہہ ہین وہ لوگ جو حقیقی ایثار کرنا جانتے ہین اور جن کی مثال اسوقت مسلمان گریجوایٹون مین شاید ہی ملے - جنکو آپ تنخواہ یاب قرار دیتے ہین - یہ آپ کو حق حاصل تہا کہ آپ ہم کو دہوکہ خوردہ کہتے آپ ہمارے استدلالون کو خطا سے خالی نہ سمجہتے اور اس حالت مین آپ ہماری دیگر لیاقتون اور قابلیتون کو دیکہکر جو ہر شعبہ زندگی مسلمہ مین ہم سے ظاہر ہوتے ہین - اور جن کا ثبوت ہماری تحریرات سے مل سکتا ہے - اور جسکا ایک زمانہ معترف ہے - آپ ہم پر بطور نظر ترحم دیکہتے اور ہمدردی سے ہمین سمجہاتے - نہ یہ کہ ہم کو جہوٹے لقب مشاہرہ یاب سے ملقب کرتے کیا یہی : ٹالریشن (بردباری) ہے جسکا اثر لوگ کہتے ہین کہ انگریزی تعلیم سے ہو جاتا ہے کیا یہی وہ دیانت اور امانت ہے جو ایک گریجوایٹ سے توقع کیجاتی ہے - کیا یہی وہ تحقیق ہے جو ہر ایک تعلیم یافتہ اہل قلم کی تحریر کی زیب و زینت ہونی چاہیئے - خواجہ غلام الثقلین! آپ نے ہمین بہت مایوس کیا - ہمین آپ لوگون پر بہت کچہہ امیدین تہین آپکا حق تہا کہ آپ ہم کو غلط عقیدگی پر مطعون کرتے لیکن آجکل کے اخلاقی آداب جس سے آپنے حصہ لیا ہے آپ کو روکتے ہین کہ آپ ہماری (موٹوز) (نیات) پر حملہ کرتے اور ہماری طرف وہ بات منسوب کرتے جسکا وجود نہین - آپ اپنی تحریر مین فرماتے ہین

ہمارے مرزائی دوست اور معتقد اسمضمون کو پڑہکر برافروختہ نہ ہون کیونکہ یہ اون کی خیر خواہی کے لیئے لکہا گیا ہے اگر اون کو تکلیف پہونچے تو معاف کرین - جسطرح وہ جراح کو معاف کرتے ہین جو زخم سے آلائیش دور کرتا ہے . . . . وہ غور کرین کہ ہم نے کون سی غلط بات اسمضمون مین لکہی ہے اور پہر بہی اگر اُن کو کوئی فائدہ اس مضمون سے نہ ہو تب بہی وہ اس کو نیک نیتی پر محمول کرین -

آپ نے جو طرز اسمضمون مین اختیار کی ہے وہ آپ کو خود یقین دلا رہی ہے کہ آپنے ہماری آزردگی اور تکلیف کے اسباب اسمین ضرور جمع کیئے ہین لیکن آپ نے اپنے خیال مین عمل جراحی سے زخم کی آلائیش کو دور کرنا چاہا ہے - کاش آپ اپنے اس مضمون سے ہمپر ثابت کر دیتے کہ آپ جراح ہونے کے مستحق ہین - آپ کو ہمارے مرض کے اسباب معلوم ہین آپ نے ہمارے متعلق اور ہمارے جسم (استعارتاً) کے متعلق تحقیق کر لی ہے آپ کو ہمارے مرض کی علم تشریح سے واقفیت ہے - لیکن آپ نے تو ثابت کر دیا کہ آپ نے نشتر سے ہمارے جسم کے صحیح و سالم ٹکڑہ پر حملہ کیا ہے اور جب آپ کو ہم مجرم ٹہراکر آپ کو سزا دلوانا چاہتے ہین تو آپ جراحی کے لباس مین پناہ لینا چاہتے ہین - جو بالکل خلاف واقعہ ہے - آپ اس تکلیف دہی کا ایک عذر یہ بہی بتلاتے ہین کہ آپ نے کوئی غلط واقعہ نہین لکہا - مین آپ کو دکہلا سکتا ہون اور دکہلاؤنگا کہ آپ تو غلط کو رو رہے ہین - آپ کے چہہ ورقہ مضمون کا کوئی صفحہ بہی خلاف صداقت واقعات کے اظہار سے خالی نہین اور آپ انکو نہ معلوم احیاناً یا ارادتاً بطور واقعات مثبتہ ہی مشہور کرنے کی کوشش کرتے ہین آپ کا طرز بیان بتلاتا ہے کہ آپ کو ان واقعات کا اسطرح علم ہے جیسے ایک اور ایک دو - اور مین عرض کرتا ہون کہ وہ واقعات صداقت سے بالکل گرے ہوئے ہین تو اب مین اس جرأت کے لیئے کون سے الفاظ تجویز کرون - آپ وکیل ہین اور آپ کے مذاق کے مطابق عرض کرتا ہون کہ اگر آپ واقعات کی صحت کے لیئے قلم اوٹھانے سے پہلے تحقیق کر لیتے اور آپ کے لکہے ہوئے واقعات سچے ہوتے تو آپ کا یہ نشتر چلانا فی الواقع ایک عمل جراحی ہوتا جو آپ کو تعزیرات ہند کے کسی استثنا مین لے آتا - کیونکہ وہ فعل ایک سرجن کی طرف سے ہوتا - اب تو آپ کی تحقیقات اور واقفیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس امر سے سرجن کہلانے کے مستحق ہی نہین - جس بات کو آپنے پر از آلائش زخم بیان کیا ہے وہان آلائش تو درکنار زخم تک بہی نہین - آپنے تو کسی وجہ سے ایک صحیح جسم پر نشتر چلائی ہے - تو اب کیا وجہ ہے کہ اخلاقی عدالت مین آپ کے فعل کو زیر دفعہ ۳۲۶ یا ۳۰۷ نہ لایا جاوے - آپ لکہتے ہین کہ آپ کے اس مضمون کو نیک نیتی پر محمول کیا جاوے - مین نہین سمجہتا کہ آپ کے نزدیک نیک نیتی کا کیا مفہوم ہے - اگر یہی نیک نیتی ہے کہ آپ بلا تحقیق و تدقیق کے جو کچہہ آپ کے معتقدات یا مسلمات مین اوسکے برخلاف جس کو پائین جو چاہین کہہ گذرین - اور جو آپ کے نزدیک خلاف خدا و رسول ہو اوسکو تذلیل مین آپ کو حق ہے کہ خلاف از صداقت واقعات بیان کر دین تو بیشک ہم آپ کو نیک نیتی سے متصف کر سکتے ہین - لیکن یہ تو نیک نیتی نہین شاید آپ عدم عناد کو نیک نیتی قرار دیتے ہون اور اسطرح آپ کہنے کی گنجائیش رکہتے ہون کہ مجہے کسی سے ذاتی عناد نہین لیکن میرے

وکیل اور قانون دان خواجہ سوچ

اور سمجہہ کہ نیک نیتی کا لازمہ سچی تحقیق اور سچا علم ہے اور پوری حزم و احتیاط اس کی شرط ہے

اب یہ امر ظاہر ہے کہ جس نے ہم کو تنخواہ یاب اور مشاہرہ یاب قرار دیا وہ غلط کہتا ہے یہ امر خلاف واقعہ ہے آپ نے ہرگز تحقیق نہین کی - آپ کے پاس کوئی وجوہ ہمکو مشاہرہ یاب کہنے کی نہین - آپ کا فرض تہا کہ آپ تحقیق سے پہلے ہمسے بطور جنٹلمین دریافت کرتے - جب آپ نے یہ کچہہ نہین کیا تو پہر فرمائیے ہم آپ کی اسبات کو - کہ ہم آپ کی کارروائی کو نیک نیتی پر محمول کرین - کسطرح تعبیر کرین - عضب خدا کا ایک چہہ ورق کا مضمون اور اسمین اسقدر غلط واقعات کا اظہار - پہر غلط بیانی تو چہہ جلدون کو وقعت سے گرا دینے کے لیئے کافی ہے - چہ جائیکہ ۲۶×۲۰ کی تقطیع کے چہہ ورق اور وہ اسقدر اغلاط سے مملو - پہر اس کے ساتہہ جب دیکہا جاتا ہے کہ ایک طرف تو آپ قوم کو سرسید کا مضمون لیکر اور بحث سناکر نرم الفاظی اور خوش اخلاقی کے ذریعہ مباحثات کرنے اور دل دکہانے والے الفاظ نہ استعمال کرنے کا سبق دیتے ہین اور دوسری طرف جب ہماری طرف نظر عنایت ہوتی ہے - تو اون الفاظ سے ہم کو یاد کیا جاتا ہے کہ جو ایک انسان کے دل دکہانے کے لیئے کافی اپنی ہو نیسے زیادہ مرارت اپنے اندر رکہتے ہین اور فی الواقعہ اون کی مرارت بہت ہی بڑھ جاتی ہے جب وہ ایک مدعی تہذیب و اخلاق کی قلم سے لکہے ہوئے معلوم ہوتے ہین - آپ نے ہمین منہ پھٹ - بے تمیز - کرایہ کے حواری - اشتہار ہائی - مکارون کا جال پہیلانے والے - جہوٹے معجزات گہڑنے والے - اٹکل باز - زرکش - مذہب کی ہنسی اڑانے والے - دین فروش - جنکے دل مین نہ خوف خدا نہ یقین قیامت ہے

وغیرہ وغیرہ کہا۔۔ آجکل کی وضع کا ایک مولوی اس سے زیادہ سخت لفظ ہماری منطق میں کہو ہم الفاظ نکرینگے۔ لیکن ایک تعلیم یافتہ اور اُس کی تحریر ایسی نامالایم الفاظ سے بھری ہوئی شاباش ہیرے سر سید کے شفیق یافتہ اُس کی نصیحت کو منانے میں تو بالضرور آپنے سر سید کے حقوق کو ادا کیا لیکن یہ کیا ضروری تھا کہ آپ بھی اُس کی نصیحت پر عمل کرتے اُن کی نصیحت پر تو ہم عامی لوگوں کو عمل کرنا چاہیئے جو رات دن مذہبی مباحث میں پڑے رہتے ہیں آپ تو بقول خود اصلاح تمدن میں اسقدر منہمک ہیں۔ کہ مذہبی حمایت کی طرف آپ کو خیال نہیں۔ اور چونکہ آپ نے یہ مضمون بھی اصلاح تمدن کے اصول پر لکھا ہے۔ اسلئے کیا ضرور تھا۔ کہ آپ سر سید کے اون نتایج پر عملدرآمد کرتے جو مذہبی مناظرون کے لئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخدومی جناب مولوی عبد الکریم صاحب کا تازہ مضمون جو اونہوں نے ردّ شیعہ میں لکھا ہے وہ آپ کی نظر سے گذرا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حرارت شیعگی جوش زن ہوگئی ہوگی۔ میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ اس جوش نے آپ کو ان حملوں پر آمادہ کر دیا ہو گا ورنہ مضمون بحث تو آپ کی شیعہ اصلاح سے تعلق نہیں رکھتا اور جس کتاب کے ریویو کی آڑ میں یہ سب کچھ آپ نے لکھدیا وہ تو زیر ریویو آچکی تھی۔ اور آپ کے اس چہ ورقہ مضمون میں بھی کوئی بات نہیں کہ جو کتاب "چودہوین صدی کا مسیح" پر ریویو کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہو۔ ہائے قومی تعصبہ تیرا ستیاناس ہو۔ اور خاندانی مسلمات کی تاثیرات تیرا برا ہو تیرا مقابلہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم بھی نکرسکی یہ تیرا ہی کام ہے کہ تو ایک تعلیم یافتہ کو بے بصیرت کر دے اور اوسے حق اور کذب میں تمیز نہ کرنے دے۔ اور اُس کو جوش میں لا کر اوس سے وہ باتیں سرزد کرادے جو اوس کی شان کے شایان نہیں خواجہ صاحب سر سید کے تکرار بحث والے معنون اور ہمارے نقل کردہ اپنی تمہید کو خود ہی غور کو

نوٹ:۔ مینے سنا ہے کہ آپ اثنا عشریہ ہیں اور آپ کی گذشتہ تحریر سے اور اوس تعریض سے جو آپنے اصحاب ثلاثہ کے متعلق سابق میں کی ہے اس سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔ اگر ایسا ہی ہو تو آپ اس کے برخلاف بعنوان کرین کیونکہ آپ کی تحریر سے ہمیں آپ کے شیعہ ہونے کا دہوکہ ہوتا ہے۔

چٹھیون اور ہیرو کہیں مگر سلیست اور بدزبانی میں انہون نے فرق کرنے کی کہان تک کوشش کی کہ وہ ایسا خلاف صداقت واقعات سے مملو مضمون لکھکر حامیون کو خوش کرنا چاہتے ہیں یا اہل علم سے داد لیتے ہیں۔

اب اس امر کے بعد ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ باقی امور جو خواجہ صاحب مذکورۃ الصدر نے عصر جدید میں لکھے ہیں وہ کہاں تک درست یا غلط ہیں۔ آپنے ہم پر یہ الزام دیا ہے کہ ہم معجزات سے سر سید کی طرح منکر ہیں۔ دراصل مرزا صاحب میں توت معجزہ نہ تھی اس لئے وہ منکر معجزات ابتیلا ہوگئے۔ خواجہ صاحب اپنے آپ کو معجزات کے قائل ظاہر کرتے ہیں انکا خیال ہے کہ ہمارا علم قدرت الٰہیہ میں محدود ہے اور جو بات معجزہ کے رنگ میں ہوتی ہے۔ وہ ایک ایسے قانون قدرت کے ماتحت ہے جس کا ہمین علم نہین اب ہمارے عدم علم سے معجزات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ میں آمدہ نمبر پر معجزات مرزا صاحب پر کچھ لکھونگا۔ اسکے متعلق میں مضمون ہذا کے اوس حصہ میں بسط سے کچھ لکھونگا۔ جہاں مجھے حضرت اقدس کی مسیحیت کا ثبوت لکھنا منظور ہے آجکل میں صرف یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ علیگڈھ کے تعلیم یافتہ صاحب نے اس امر کے اظہار میں بھی نہ تحقیق و تدقیق سے کام لیا اور نہ نیک نیتی کے معنے سمجھے اور سادہ معانی کو مضمون لکھنے میں اپنا مسلک بنانے کی کوشش کی آپ کا یہ خیال ہے کہ مرزا صاحب معجزات انبیا کے منکر ہیں۔ کیونکہ وہ انکے نزدیک قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ کاش خواجہ صاحب آپ مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھ لیتے یا اگر آپنے اس معاملہ میں دیکھ لی تھین تو آپ اوس تصنیف کا حوالہ دیتے یا عبارات لکھتے کہ جس سے آپنے ہمارا انکار معجزہ استنباط کیا۔ کیا یہ نیک نیتی کے مناسب حال نہیں ہے کہ جب کسی پر کوئی الزام دیا جاوے تو اوس کا ثبوت بھی اوسکو دیا جاوے؟ بالفرض اگر کوئی ایسا بیان یا عبارت ہماری کسی تصنیف میں ہے جس سے آپ نے انکار معجزات استنباط کیا تو آپ اوس عبارت کو نقل کر دیتے تو ٹھیک آپ نیک نیتی کی استدعا میں مستحق تھے کیونکہ پھر آپکا ایسا کرنا ایک اجتہادی غلطی یا کم فہمی سمجھی جاتی۔ لیکن آپ نے نہ تو کوئی حوالہ دیا نہ کوئی ایسی عبارت نقل کی نہ کوئی اعتقادنامہ ہمارا آپنے پیش کیا جو ہمنے شایع کیا ہو۔ جس سے آپ نے ہمارے انکار معجزات کا اعلان کیا۔ کیا "نیک نیتی" انہیں حالات

کے ماتحت کسیکو استحقاق حاصل ہوسکتی ہے ہرگز نہیں۔ کاش کہ آپنے ہمارا اخبار واحباری دیکھا ہوتا تو مجھے آج اوس عظمت کو جواب دینا نہ پڑتا جو میرے دل میں انگریزی تعلیم و تہذیب کیمتعلق تھی۔ ہمارے اخبار بدر کے پہلے صفحہ پر یہ التزاما چھاپا جاتا ہے جسکو میں اختصارًا یہاں لکھتا ہون۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمده از مادریم
هم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

× × × × × ×

از ملائک واز خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت ہست
منکر آن مستحق لعنت ہست
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا ست
معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

یہہ اشعار میں نے حضرت عالیجناب مسیحیت مآب علیہ الصلوات والسلام کی تصنیف سے نقل کئے ہیں۔ پچھلے تین اشعار کو پڑھ کر کیا کوئی موٹی عقل کا آدمی بھی یقین کر سکتا ہے کہ ہم منکرین معجزات انبیاء میں ہیں؟ آپ تو اپنی تحریر میں لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب اور اون کے تنخواہ یاب قصیدہ خوان بہت سے معجزات اون کے لئے گھڑ لیا کرتے ہیں۔ بہت اچھا ہم معجزات ہی گھڑنے والے سہی

لیکن بیاتک کے وجود کے بقول علم آپ کے منکر ہیں ہم اوس کو گھڑ ہی کیسے سکتے ہیں۔ آپ ہی سا نقیض ہیں یہ ایسی بات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جب مرزا کی معجزات صداقت مرشد میں گھڑ سکتے ہیں۔ تو وہ ضرور معجزات کے قائل ہونگے پھر آپ نے کس جرأت پر لکھ دیا کہ ہم منکر معجزات ہیں کیا یہ آپکی تحریر میں سخت تناقض نہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ نے قلم اٹھانے سے پہلے کوئی تحقیق نہیں کی اور جو چاہا بلا حزم و احتیاط لکھدیا پھر کوئی ایسی تحریر کو نیک نیتی پر کیون محمول کرے۔ ہان البتہ جس اصول پر آپنے معجزات کے ثبوت میں کچھ لکھا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے چند خوش کن فقرات کو پبلک کے لئے لکھ دیا۔ جو فی الواقعہ حکمت اور معرفت سے خالی ہیں۔ بیشک جناب مرزا صاحب کسی ایسی فضیلت کے قائل نہیں جسکو آپ لاکھ دفعہ معجزہ کہکر ہمکو منوانا چاہیں لیکن وہ قانون قدرت کے خلاف ہی۔ سر سید بھی معجزات کو خلاف قانون قدرت قرار دیکر آپ کے لکھنے کے مطابق انکار ظاہر کرتا ہے۔ لیکن سید کی پوزیشن اور ہمارے مسلمات میں بہت فرق ہے۔ خواجہ صاحب کا فلسفہ بہ ثبوت معجزات انبیا کوئی ایسا گہرا مسئلہ نہیں کہ جو ایک عامی آدمی نہ سمجھ لے۔ بیشک انسان کا علم محدود ہے اور ممکن ہے کہ کوئی خارق عادت فعل سرزد ہو اور وہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہو جس سے ہم کو واقفیت نہیں اسلئے ہمارے عدم واقفیت سے عدم معجزات ثابت نہیں ہو سکتا، فی الواقعہ لفظ معجزہ ہی ان حالات کو چاہتا ہے۔ یہہ بالکل درست ہے ہمارا ایمان ہے کہ خدا قادر مطلق خدا ہے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ان اللہ علےٰ کل شئی قدیر بالکل بجا اور درست ہے۔ لیکن ہمارا ساتھ ہی یہ بھی ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے جب ہمپر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ فلان فلان فعل وہ نہیں کرنا چاہتا۔ تو پھر ایک ایسے فعل کے وجود سے بیشک انکار ہے کہ جس سے اوس حکم یا وعدہ یا قول الٰہی کی تردید ہوتی ہو سر سید کا قانون قدرت وہ قانون ہے جو انسان کی تحقیق نے احاطۂ علم میں محدود کر دیا ہے۔ اسلئے وہ ہر ایک معجزہ بیان کردہ قرآن کو جو انسان کے دریافت کردہ قوانین نیچر کے برخلاف پاتا ہے تاویل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ہم سر سید سے متفق نہیں اور جو ہمکو اس خیال کا قائل ظاہر کرتا ہے وہ یا تو خود غلطی پر ہے یا بے وجہ پبلک کو مغالطہ میں ڈال رہا ہے۔

ہم تو صرف ایسے مشہور کردہ معجزات کے منکر ہیں
جو کسی سنت اللہ بیان کردہ قرآن کے برخلاف
ہیں - خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لن تجد
لسنت اللہ تحویلا ۔ ولن تجد لسنت
اللہ تبدیلا ۔ بعض جہلا کہہ دیتے ہیں
کہ خدا تعالےٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے کیونکہ
اگر وہ جھوٹ نہیں بولسکتا تو آیت ان اللہ
علےٰ کل شیٍٔ قدیر غلط ٹھہرتی ہے
بہرحال ہمارا یہ مذہب ہے کہ انبیاء سے ہمیشہ
معجزات سرزد ہوتے آئے ہیں اور اگر وہ انسانی
تحقیق کردہ قوانین قدرت کے برخلاف نہوں
تو اون میں خارق عادت کا رنگ نہ ہوگا - وہ
ایک عام فعل انسانی ہوگا اور برحق نہوگا کہ ہم
اوسے معجزہ کہیں - ہان اگر ہم منکر ہیں تو اون
مشہور شدہ معجزات سے کہ جن کے برخلاف
قرآن نے کوئی سنت اللہ بیان کردی ہے -
مثلاً قرآن کریم میں ایک صریح آیت ہے - و
حرام علےٰ قریۃ اہلکناہا انہم
لا یرجعون - یہہ ایک سنت اللہ یا
قانون قدرت ہے جو خدا تعالےٰ خود بیان
فرماتا ہے جسکا مفہوم یہہ ہے کہ ہم جس قریہ کو
ہلاک کردیں وہ واپس پہر اس دنیا میں نہیں
بہیجا جاتا - اس آیت کی کیا تفسیر یا معانی ہیں
یا اس کا شان نزول کیا ہے - ان عام بحثوں
کو ہم بڑی آسانی سے یون ختم کردیتے ہیں کہ اس
آیت کی تفسیر خود جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وسلم سے حسب ذیل مروی ہے -
وہ آیات جنمیں لکہا ہے کہ فوت شدہ لوگ
پہر دنیا میں نہیں آتے ازانجملہ یہہ آیت ہے و
حرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون
(الجزو ۱۷ سورۃ الانبیا) - حضرت ابن عباس رض
سے حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں
کہ جن لوگوں پر واقعی طور پر موت وارد ہوجاتی ہے
اور درحقیقت فوت ہوجاتے ہیں پہر وہ زندہ
کرکے دنیا میں بہیجے نہیں جاتے یہی روایت
تفسیر معالم میں بہی زیر تفسیر آیت موصوفہ بالا
حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے - پہر دوسری
آیت جو صریح منطوق قرآن کریم ظاہر کرتا ہے
یہ ہے حتےٰ اذا جاء احدہم الموت قال

رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت
کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ
الی یوم یبعثون - الجزو ۱۸ سورۃ المؤمنون
یعنی جب کافرون میں سے ایک کو موت آتی ہے
تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مجہہ کو پہر دنیا میں
بہیج تا ہو کہ مین نیک عمل کرون اور تدارک مافات
مجہہ سے ہو سکے تو اس کو کہا جاتا ہے کہ یہہ ہرگز
نہیں ہوگا یہ صرف اوسکا قول ہے یعنی خدا تعالےٰ
کی طرف سے ابتدا سے کوئی بہی وعدہ نہیں کہ
مردہ کو پہر دنیا میں بہیجے اور پہر آگے فرمایا کہ جو لوگ
مرچکے ہیں اونمیں اور دنیا میں ایک پردہ ہے جس
کیوجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہیں
کرسکتے پہر تیسری آیت جو اسی امر کو بوضاحت
بیان کررہی ہے یہ ہے فیمسک التی قضیٰ علیہا
الموت یعنی جسپر موت وارد ہوگئی خدا تعالےٰ دنیا
مین آنیسے اوسے روک دیتا ہے پہر چوتھی آیت
اسی مضمون کی یہ ہے وقال الذین اتبعوا لو ان
لنا کرۃ فنتبرأ منہم کما تبرؤا منا کذالک
یریہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم
وما ہم بخارجین من النار یعنے دوزخی
لوگ درخواست کرینگے جو ایک دفعہ ہم دنیا میں
جائیں تا ہم اپنے باطل معبودون سے ایسے ہی
بیزار ہوجائیں جیسے وہ ہم سے بیزار ہیں لیکن
دوزخ سے نہیں نکلیں گے - پہر پانچوین آیت
اس مضمون کی یہ ہے ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون
پہر چھٹی آیت یہ ہے لا یبغون عنہا حولا -
پہر ساتوین آیت یہ ہے وما ہم منہا بمخرجین
پہر آٹھوین آیت یہ ہے یریدون ان یخرجوا
من النار وما ہم بخارجین منہا ولہم
عذاب مقیم پہر نوین آیت یہ ہے فلا یستطیعون
توصیۃ ولا الی اہلہم یرجعون پہر دسوین
آیت یہ ہے اولٰئک اصحاب الجنۃ ہم
فیہا خالدون ایسا ہی وہ تمام آتین جنکے
بعد خالدون یا خالدین آتا ہے اسی امر کو ظاہر
کررہی ہیں کہ کوئی انسان راحت یا رنج عالم معاد
کے جہک کر پہر دنیا میں نہیں آتا اگرچہ ہم نے
ابتدا میں ایسی آیتیں سولہ قرآن کریم میں سے
نکالی تہیں مگر دراصل ایسی آیتوں سے قرآن کریم
بہرا پڑا ہے نہ صرف قرآن کریم بلکہ بہت سی حدیثیں
بہی یہی شہادت دے رہی ہیں چنانچہ ہم بطور
نمونہ مشکواۃ شریف سے حدیث جابر بن
عبد اللہ کی اس جگہ نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے
وعن جابر قال لقینی رسول اللہ صلعم
فقال یا جابر مالی اراک منکسراً قلت
استشہد ابی وترک عیالاً و دیناً قال

افلا ابشرک لما لقی اللہ بہ اباک قلت
بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احداً
قط الا من وراء حجاب واحیی اباک
فکلمہ کفاحاً قال یا عبدی تمن علی اعطک
قال تحیینی فاقتل فیک ثانیۃ قال الرب تبارک
وتعالےٰ انہ قد سبق منی انہم لا یرجعون
رواہ الترمذی - جابر رض سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلعم مجہہ کو ملے اور فرمایا کہ اے جابر
کیا سبب ہے کہ مین تجہہ کو غمناک دیکہتا ہون مینے
کہا کہ یا رسول اللہ صلعم میرا باپ شہید ہوگیا اور
میرے سر پر عیال اور قرض کا بوجہہ چہوڑ گیا آپنے
فرمایا کہ کیا مین تجہے اس بات کی خوشخبری دون
جس طور سے اللہ جلشانہ تیرے باپ کو ملا مینے
عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا
کہ اللہ جلشانہ کسی کے ساتہہ بغیر حجاب کے کلام
نہیں کرتا مگر تیرے باپ کو اوس نے زندہ کیا اور
بالمواجہہ کلام کی اور کوئی درمیان حجاب نہ تہا
اور پہر اوس نے تیرے باپ کو کہا کہ اے میرے
بندے کچہہ مجہہ سے مانگ کہ مین تجہے دون گا
تب تیرے باپ نے عرض کی کہ اے میرے رب
مجہکو زندہ کرکے پہر دنیا میں بہیج تا تیری راہ
مین دوبارہ شہید کیا جاؤن تب اللہ تبارک
وتعالےٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ مین
[قرآن کریم مین] عہد کرچکا ہون کہ جو لوگ فوت
ہوجائیں پہر وہ دنیا مین بہیجے نہیں جائینگے -
[انہم لا یرجعون قرآن کریم کی آیت ہے] یہ وہ
حدیث ہے جو ترمذی میں لکہی ہے اور اسی کے
ہم مضمون ایک صحیح بخاری میں حدیث ہے مگر
خوف طول سے چہوڑ دی گئی -
اب اللہ تعالےٰ قادر نہا کہ اس شہید
صحابی کو واپس دنیا میں بہیجدے وہ ایک دفعہ
مرچکا ہے اور وہ استدعا کرتا ہے کہ وہ پہر دنیا
مین جاوے - اور خدا تعالےٰ خود اوس کی
خواہشات کے پورا کرنیکا وعدہ دیتا ہے مرحوم
صحابی نے ایک ایسے فعل کا مطالبہ کیا ہے
کہ جس کے برخلاف خدا تعالےٰ نے کسی مصلحت
کے باعث پہلے سے اعلان کردیا ہوا ہے -
اسی لئے تو فرماتا ہے کہ قد سبق القول منی
انہم لا یرجعون - اب نہ ہمارے
مرشد و مولا حضرت مرزا صاحب کو اور نہ اون
کے اتباع مین ہمین اس بات سے انکار ہے
کہ خدا تعالےٰ ایک مردہ کو کسی نبی کے ہاتہہ پر
زندہ کردے لیکن ہمین انکار ہے تو صرف اس بات کا
کہ ایسا واقعہ دنیا مین نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالےٰ
نے اعلان کر رکہا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا

زید جو ایک انسان ہے وہ ہر ایک چیز کہا سکتا ہے
اور کہانے کیلئے طیاری ظاہر کرتا ہے لیکن
اوس کی طیاری کو سننے اور دیکھنے والے یہ یقین
کرلیتے ہیں کہ اوس کی ہر ایک چیز کو کہانے کی طیاری
کے اظہار مین اوسنے اون تمام چیزون کو اپنی
خوردنی اشیاء سے خارج کردیا ہے - جو مذہب
نے اوسے حرام کر رکہی ہیں - یہی مثال اون واقعات
کی ہے جنکو ایک عامی نگاہ والا معجزات کے
رنگ مین اور ان اللہ علےٰ کل شیٍٔ قدیر کی
آیت پڑہکر ہمسے منوانا چاہتا ہے لیکن ہم کو
اون سے انکار نہ اسلئے ہے کہ وہ حیطہ قدرت
الٰہیہ سے باہر ہیں - بلکہ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ
کی خود بتلائی ہوئی سنت کے نقیض ہیں مرنے
کے بعد انسان کے زندہ ہوجانیسے ہم قیامت
پر ایمان رکہکر کیسے احیاء موتی سے منکر ہو سکتے
ہیں - البتہ ہم کو انکار ہے تو ایسے مُردون کو زندہ
ہوجانے پر جو اس دنیا سے رحلت کرچکے ہیں
کیونکہ اون کے برخلاف انہم لا یرجعون اور اوس
کی تفسیر نبوی ہم کو روکتی ہے - اسیطرح ہم اس
بات کے تو قائل ہیں کہ اللہ تعالےٰ میں طاقت
ہے کہ وہ کسی فرد بشر کو بجسم عنصری آسمان پر
لے جاوے لیکن ہم ایسے وقوعہ سے اسلئے
منکر ہیں - کہ خدا تعالےٰ نے کی اپنی سنت جو اس
واقعہ کے متعلق قرآن شریف مین بمطالبہ کفار بیان
کردی ہے - اسکے برخلاف ہے کیا عجیب بات
ہے کہ جس سورہ شریفہ مین معراج نبوی کا ذکر
ہے اوسمین کفار کے اون مطالبات کا ذکر ہے
جو جناب خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
بغرض معجزات کہو گئے ہیں اون مطالبات
مین ایک یہ بات بہی آپسے کفار عرب چاہتے
تہے کہ آپ بجسم عنصری آسمان پر چلے جاوین
اور پہر واپس آوین ان سب کے جواب مین
جناب احدیت مآب کی طرف سے ایک ہی یہ
جواب تہا قل سبحان ربی ہل کنت
الا بشراً رسولا تو ان کفار کو کہدے
کہ میری ربوبیت کا مالک اس بات سے پاک
ہے اور تو ایک بشر ہے جو وہ قوانین
ربوبیت جسکے نیچے ایک بشر کی ربوبیت
ہوتی ہے اوس کے منافی حال ہے کہ ایک بشر
بجسم بشریت آسمان پر جاوے - اب یہ ایک
سنت اللہ ہے جسکے ماتحت ہم کسی ایسے بشر کو
کہ جسکا نام خواجہ علام الثقلین ہو رکہکر ہے
یون منوانا چاہیں کہ انسان کا آسمان پر بجسد
عنصری قدرت الٰہیہ کے ماتحت ممکن ہے کہ کسی
ایسے قانون کے ماتحت ہو جسکا ہمین علم نہیں

× نوٹ - فیروزپور سے کچہہ برس ہوئے کہ اس عقیدہ
کی ایک کتاب شائع ہوئی - اور یہ عقیدہ ایک اسی قسم
کے عقیدہ کی شاخ ہے جو عام طور پر ہر ایک بات کو
ان اللہ علیٰ کل شیٍٔ قدیر کے ماتحت لانے کی
کوشش سے پیدا ہوجاتا ہے -

یہ سب کچھ درست لیکن وہ صریح سنۃ اللہ اور قول الٰہی کے برخلاف ہے اس لئے ہم تسلیم کرنے کو طیار نہیں اسیطرح خدا تعالےٰ نے قرآن کریم مین بیان کرتا ہے آدم اور اوس کی اولاد کے متعلق فیہا تحیون و فیہا تموتون و منہا تخرجون یعنی بنی نوع اسی دنیا مین پیدا ہونگے اسی جگہ رہین گے اور اسی ہی دنیا مین مرین گے اب ایک اور سنت اللہ ہے کہ جس کے ماتحت ہم ہرگز اسبات کے ماننے کو طیار نہیں کہ کوئی فرد از اولاد آدم آسمان پر گیا ہو۔ اور وہان رہا ہو پھر وہ اس زمین پر مرنے کے لیے نہ آیا ہو۔ (حضرت ادریس کے متعلق ایسا ہی مشہور ہے) یہ ہمارا مذہب ہے جو مختلف پیرایون مین حضرت اعلےٰ مرزا صاحب نے ہمکو سکھلایا اور جسکا بیان مختلف جگہون پر انہون نے کیا در خواجہ غلام الثقلین صاحب جس فلسفہ کے ذریعہ ہم کو معجزات کے قائل بنانا چاہتے ہین وہ کوئی ایسا مشکل نہ تھا جو ہماری سمجھ مین نہ آتا اب خواجہ صاحب غور فرماوین کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے معتقدات کیسے اعلےٰ اور حقانی اصولون پر مبنی ہین۔ وہ خاص خاص معجزات کو نہین مانتے اسلئے کہ انہین بقول آپ کے نبی کی تذلیل منظور نہ تھی۔ بلکہ وہ ایسے مشہور شدہ معجزات مین قرآن کریم کی تردید اور تکذیب دیکھتے ہین۔ کیا جسصورت مین قرآن کریم نے عام اعلان کر دیا کہ خدا تعالےٰ اس دنیا مین کسی شخص کو مار کر پھر زندہ نہین کرے گا۔ اور قادر مطلق خدا اپنی ربوبیت بشریت کے لحاظ سے کیسکو بجسد عنصری آسمان پر نہ لیجاویگا۔ تو پھر ایک مسلمان قرآن کے ماننے والے کو حق پہونچتا ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ قبول کرے کہ انہون نے ایسے مردہ زندہ کئے۔ جنکا روح جسد عنصری سے جدا ہوچکا تھا۔ یا وہ یہہ ماننے کو طیار ہوجاوے کہ مسیح علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر گئے۔ یا وہ ادریس علیہ السلام کے متعلق مان لے کہ وہ زندہ آسمان پر گئے۔ اور اب پھر وہ واپس نہ آوینگے تو پھر فیہا تموتون کا انسان اسی زمین مین مرینگے کہان گیا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان اسی آیت کی بنا پر حضرت ادریس کے متعلق ہمارا ہم عقیدہ ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے معجزات کے متعلق اور مجھے یقین ہے کہ خواجہ پانی پت اس بارہ مین ہمارا ہم عقیدہ ہوجائیگا۔ یہہ وہ عقیدہ ہے جو علم اور حکمت اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور اسکے سوا عجوبہ پرست خیال کی خوش کن فسانہ جات ہین جو اپنی عجائب پرست طبائع کی تقاضون کو تسکین دینے کے لئے قرآن و کلام خدا کو بھی بالائے طاق رکھنے کو طیار رہین۔ قرآن کریم نے اپنی انسانی کتاب نہ ہونے کی دلیل ایک یہ بھی دی کہ اسمین کوئی اختلاف نہین۔ اب جہان کہین کسی نبی و مرسل کے احیاء اموات کا ذکر قرآن مین آوے گا اسکے معنے کرنے کے وقت ہم آیت انہم لا یرجعون کو نہین بہلا سکتے اسلئے ہمارا اعتقاد ہے کہ دو ہی قسم کے مردے زندہ ہوئے ہین یا تو وہ انسان جو کسی عارضہ کے باعث ایک ایسی حالت تک پہونچ گئے کہ جنپر حکم موت کا وارد ہو گیا وہ حکما اور اطبا کے نگاہ مین بالکل موت کی برابر تھے اونکی نبض ساقط تھی اون مین کوئی حیات کے آثار نہ تھے۔ لیکن خدا کے علم مین ابھی نفخ کا روح نہین ہوا وہ کسی پاک اور کامل انسان کی توجہ یا دعا یا اوسکی عقد ہمت سے پھر زندہ ہو گئے۔ یا وہ روحانی مردہ جو بظاہر زندہ ہین لیکن فی الواقعہ وہ مردہ ہین اور جب ایک جہان ایسے مردون سے بھر جاتا ہے تو خدا تعالےٰ کسی مصلح کو بھیجکر اونکو زندہ کرتا ہے جیسے کہ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا سے ظاہر ہے۔

خواجہ غلام الثقلین آپ یہ یاد رکھین کہ ہم ہر ایک بعید از قیاس واقعہ ماننے کو طیار ہین جو کسی نبی یا مرسل یا امام وقت کے متعلق کسی مستند معتبر کتاب مین ہو۔ جو مورخانہ سرٹیفکٹ تنقید کے تحت آکر صداقت کا لباس پہن سکے خواہ وہ واقعہ سر سید کے ٹھہرائے کے مطابق لاکھہ درجہ قوانین نیچر مرتبہ انسان کے برخلاف ہو۔ اب اگر یہ کہدین کہ فلان وقت ایک کامل انسان نے ایک بکری کا شیر بنا دیا۔ فلان وقت ایک برہمن شیر بن گیا۔ فلان وقت ایک رشی ایک ظالم کو تباہ کرنے کے لئے جسکی خاطر پرشش جہت سے کسی وعدہ کے ماتحت موت نہ آتی تھی۔ ایک ستون مین سے نکلا اور اوس ظالم کی ہلاکت کا باعث ہوا یہہ سب کچھہ درست اور صحیح ہے۔ اگر ان کی تصدیق کوئی معتبر کتاب کرسکے اور یہ حالات کسی ایسے کامل انسان کے متعلق ہون جو روح و راستی لیکر دنیا مین ہدایت اور اصلاح خلق اللہ کے لئے آیا لیکن ہم ایسے کسی واقعہ کو ہرگز قبول کرنے کو طیار نہین۔ خواہ کسی ہمارے مقبول نبی کے متعلق ہی کیون نہ ہو لیکن وہ قرآن کے صریح نص کی برخلاف ہو۔ کیا یہ موحدانہ مذہب نہین۔ خواجہ صاحب مذکور الصدر ہم پر ایسے عقیدہ رکھنے کے لئے کبھی حملہ آور نہ ہوتے نہ ان وجوہ کے لحاظ سے ہمارے انکار احیاء اموات عیسوی بطریق تشریح عوام الناس پر ہمکو منکر معجزات مشہور کرتے لیکن اصل بات یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ تو سن لیا کہ ہم ایسے معجزات کو نہین مانتے لیکن ہم سے نہ وجوہ کا مطالبہ کیا نہ خود ہماری کتب کے مطالعہ کی تکلیف برداشت کی۔ میرا گمان تو یہی ہے کہ کسی فوری تحریک پر فوری جوش نے انہین مغلوب کر دیا۔ اور پھر اون کی قلم سے وہ کچھہ نکلا جو اس سے بہتر حالت مین اون سے سرزد نہ ہوتا۔

امر سوم جو راقم عصر جدید نے حتمی طور پر لکھدیا ہے وہ ہم بالفاظ خواجہ صاحب ذیل مین نقل کر دیتے ہین۔

علمی دنیا کے لئے یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ایک کتاب اعجاز المسیح جو لکھی ہے اور جسکو وہ اپنا ایسا ہی معجزہ سمجھتے جیسا قرآن شریف پیغمبر اسلام کا یعنے کوئی ایسی کتاب نہین لکھہ سکتا وہ اکثر بابیون کی کتاب البیان وغیرہ سے لی گئی ہے

خواجہ صاحب نے یہ فقرات از کتب مروجہ کے ریویو نگاری کی مدین لکھے ہین۔ اور مضمون زیر بحث مین خواجہ صاحب نے اپنی طنز آمیز انداز کے ساتھہ جس سے اون کے سارے مضمون کا کوئی صفحہ خالی نہین اور جو ایک مغربی تعلیم کے تربیت یافتہ سے بعید تھا۔ ذیل کا فقرہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے۔

خواہ وہ اپنے الہامات سے اصلاح عالم کرے یا بابیون اور دوسرے فرقون کے انتخابات کو اپنی طرف سے شایع کرے۔

ان فقرات کے لکھنے سے پہلے خواجہ صاحب کا فرض تھا کہ وہ حضرت اقدس کے عربی الہامات اور اون کی تصانیف کو دیکھتے۔ یا کم از کم وہ اعجاز المسیح کو دیکھکر اون عبارتون یا اون فقرات کو چن لیتے جو اون کے نزدیک مصنف اعجاز المسیح نے بابی تصانیف سے انتخاب کئے تھے یا بقول اونکے کتاب البیان سے لئے گئے تھے اور ان کو شایع کرتے تو پھر اون کا حق تھا۔ جو چاہتے وہ کہدیتے لیکن ایسی صورت مین مین خواجہ صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ کیا ریویو نگار کے یہی فرائض ہین جو وہ ادا کر رہے ہین یا کتابون اور دنیا کے واقعات پر ریویو کرنے کا یہی طریق ہے۔ خواجہ صاحب کو چاہیئے کہ آئیندہ اس فرض ریویو نگاری کو اپنے ذمہ نہ لین اور بزعم خود اصلاح تمدن مین ہی لگے رہین نہ اونکے رسالہ عصر جدید کے اغراض مین کوئی ایسی ریویو نگاری شامل ہے نہ اونہون نے آجتک ظاہر کیا کہ وہ ریویو نگار کے فرائض کو پورا کرنا جانتے ہین دراصل یہ باتین تو بہت ہی باریک ہین اور با مذاق نثر پر بھی تھکنے والے لوگون کی مناسب حال ہین سطحی خیالی سے ریویو نگاری کا فرض ادا نہین ہو سکتا۔ مینے خواجہ صاحب سے کتاب البیان کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اون سے دریافت کیا ہے کہ مجھے یا تو وہ کاپی بھیجدین جو اون کے قبضہ مین ہے یا اون کے پاس نہین تو کم از کم وہ مجھے بتلادین کہ اونہون نے کتاب البیان کو کس جگہ دیکھا۔ یا مجھے اطلاع دین کہ وہ کتاب کسطرح دستیاب ہو سکتی ہے۔ خواجہ صاحب نے اس مطالبہ پر جواب دینے سے آجتک پہلو تہی کی ہے اسکے علاوہ مینے حکیم مرزا محمود صاحب بابی سے جو بابی مشن کے ایک مشنری لاہور مین ہین کتاب البیان کے متعلق دریافت کیا وہ خود بھی اس کتاب کو آجتک نہین دیکھہ سکے۔ اور نہ اون سے کوئی اطمینان بخش جواب مجھے ملا ہے کہ مین البیان کو دیکھہ سکون یا حاصل کر سکون۔ یہ تو وہ کتاب البیان ہے جسکو ہماری بیسوین صدی کے ہندوستانی ریویو نگار خواجہ صاحب اعجاز المسیح کا ماخذ بتلاتے ہین۔ جب تک البیان ہمارے سامنے نہ ہو ہم کوئی قطعی رائے اس معاملہ مین دے نہین سکتے۔ لیکن پھر بھی ہم دعوے کے ساتھہ اعلان کرتے ہین کہ خواجہ صاحب کی یہ تحریر بھی اون کے اور بیان کردہ واقعات کی طرح جو اونہون نے نہایت ہی بے رحمی سے ہماری طرف منسوب کئے ہین صداقت سے گری ہوئی ثابت ہوگی۔ اون کی اوس تعلیم کی بنا پر جو اونہون نے حاصل کی ہے اور جس کے اخلاق کے متعلق اصلاحی قوت پر میرا ایمان بہت ہی کم رہ گیا ہے مین پھر بھی یہ بات ہرگز نہین مان سکتا کہ خواجہ غلام الثقلین نے ارادتاً اس معاملہ مین خلاف واقعہ بیان کرنے کی جرأت کی اور اون کو یقین تھا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین یہ اون کی اپنے وہم کی عمداً اختراع ہے البتہ ہم اسیقدر ماننے کو طیار ہین کہ شاید کسی تعصب اور

جاہل اون کے حاشیہ نشین نے (جو عالبًا موجود) حالت میں اون کے پاس بہت سے ایسے ہونے ہونگے انکو جہان اور جیسے واقعات سنا دئے۔ اسیطرح اونہیں یہ بہی کہدیا ہوگا کہ اعجاز المسیح بہی البیان کے انتخابات پر لکہی گئی ہے۔ اور انہون نے بلا تحقیق و تدقیق ایسا مان لیا۔ اون کو یہ تو حق حاصل ہے کہ وہ ایسے بے سروپا کہنے والے کی باتین سنین یا اون کی باتین سنکر اون پر یقین بہی کر لین۔ نہین یہ بہی حق حاصل ہے کہ وہ ہرگز تحقیق کی راہ اختیار نکرین نہ ان غلط تقلیون کی اصلاح کرین تاکہ اون کے پستنینی عقائد مین فرق نہ آئے لیکن یہ او نہین حق حاصل نہین اور نہ اوس حزم و احتیاط کے مناسب حال ہے جو ملک بنتی کی جزو لاینجزا ہے اور جسپر وہ اپنے کل تحریر کو محمول کرانا چاہتی ہین کہ جب وہ پبلک مین آوین اور کوئی واقعہ لکہین تو وہ اوسوقت بہی اوس کی تحقیق نکرلین۔

خواجہ صاحب نے اس امر کے متعلق دو اور باتین بہی لکہدین کہ اعجاز المسیح قرآن کی طرح اعجازی رنگ میں بےمثل کتاب ہے جسکے مقابل کوئی کتاب لکہہ نہین سکتا۔ مین اوس کے متعلق انشاء اللہ آئندہ اس مضمون کے اوس حصہ مین کچھ عرض کرونگا جہان مجھے معجزات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ لکہنا مدنظر ہے کیونکہ خواجہ صاحب نے اس امر کے متعلق بہی ہمین تحریک کی ہے۔

چوتہا امر جو خواجہ صاحب نے عدم واقفیت اور عدم تحقیق کے باعث لکہدیا ہے وہ یہہ ہے کہ جس لڑکی کا ناطہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنے اقارب مین سے وحی الہی کے ماتحت مانگا تہا اور جسکے انکار پر حضرت مرزا صاحب سلمہ نے وعید کی پیشگوئیان کی تہین۔ وہ ایک بالغہ لڑکی تہی۔ اور اوس کی رضاجوئی ضروری تہی۔ تو ہمین عرض یہ ہے کہ مطالبہ ناطہ کے وقت اوس لڑکی کی عمر شاید چار یا پانچ سال تہی۔ اور جس مرحلہ کا خواجہ صاحب ذکر کرتے ہین اوس وقت اوس کی عمر صرف دس یا گیارہ سال کی تہی۔ اب آپ فرمائیے کیا یہ دونو عمرین اوس سن رشد کو پہونچی ہین کہ جس مین ایک عورت رضامندی دینے کے قابل سمجہی جاتی ہے۔ باقی پیشگوئی کی ادا اوس کا پورا ہونا تو اسکے متعلق بہی آگے چلکر مفصل عرض ہوگا۔ کیونکہ آپنے ہماری پیشگوئیون پر بہی حملہ کیا ہے۔

خواجہ صاحب نے اپنی طنز کے رنگ

مین حضرت مرزا صاحب کے جہان خطابات گنئے ہین وہان لفظ ابن اللہ و ابو اللہ بہی لکہا ہے وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ جناب مرزا صاحب نے جہان اپنے آپ کو مسیح اور مہدی وغیرہ وغیرہ لکہا ہے وہان مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ابن اللہ اور ابو اللہ سے بہی ملقب کیا ہے کاش خواجہ صاحب ادس سنجیدگی اور متانت کو اپنے ہاتہہ سے تحریر مضمون زیر بحث مین نہ دیتے تو ہم ان امور کا اطمینان بخش جواب اونہین دیکر دیتے لیکن اونہون نے اپنی تحریر کے اس حصہ مین وہ طرز اختیار کی جو سنجیدہ طبعون کے منافی ہے۔ اس لئے ہم خواجہ صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ وہ حضرت مرزا صاحب یا اون کسی متبع کی تحریر یا تصنیف مین سے لفظ ابن اللہ یا ابو اللہ نکالکر دکہلا دین ہم اون کو یقین دلاتے ہین کہ حضرت امام وقت سلمہ ربہ نے کہین اور کسی جگہ لفظ ابن اللہ اور ابو اللہ اپنے لئے تجویز نہین کیا یہ خواجہ صاحب کی تمسخر پسند اور قوی مطاعن پسند مزاج کا تقاضا تہا کہ اون کے قلم سے اس قسم کے الفاظ بے ساختہ نکل گئے۔ ورنہ اگر وہ سنجیدگی اور متانت کو ایک لمحہ کے لئے واپس لے لیتے جو اونکی تعلیم نے اونہین دی ہے تو وہ یہ انداز اختیار نکرتے وہ ہمین اور پبلک کو اپنی طرز تحریر کے وجوہ بتلاتے البتہ اوسوقت ہمارا فرض تہا کہ ہم حسب ضرورت اوسکی تشریح کر دیتے۔

بہت ہین ہمارے مقتدا خواجہ صاحب موصوف اور یہ سب اون کی تحقیق [illegible] ایک ایسے معزز اور مقتدر کامل انسان کے متعلق قلم اٹہانے کی جرأت کرتے ہین کہ جس کے قدسی اثر اور روحانی جذب نے گریجوایٹ۔ ڈاکٹر۔ طبیب۔ حکیم۔ علما۔ فضلا۔ ادیب شاعر وکیل۔ گورنمنٹ کے معزز عہدہ دار۔ امیر۔ نواب۔ رئیس بطور غلامان غلام کے ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین اور ایسے ہی عرب۔ مصر شام۔ افغانستان۔ خراسان۔ کے بعض حصون کے شیدا لئے ہین۔ جس کے پاک انفاس نے گندے سے گندے اخلاق کے لوگ مہذب کر کے اونہین قرآن اور مورد وحی قرآن کا والہ و شیدا کر دیا ہے جس کی محبت خدا و محبت رسول نے اپنے پیرودن کو اسلام اور اسلام کے مقدس بانی علیہ الف الف سلام و صلوٰۃ کا جان نثار غلام بنا دیا جسنے انگریزی تربیت اور فلسفے کے زیر تاثیر دہریہ مزاج نوجوانون کی مغرور گردنون کو نیچا کر کے ایسے وقتون مین جب انگریزی جوان اپنا نرم بستر و سبز مسند کے مزے لے رہے ہین انہین نرم بسترون سے جدا کر کے آستانہ احدیت مآب پر بچون کی طرح بلبلا کر رونا سکہلایا ہے۔ جس نے ان نوجوانون کو خدا کے سامنے خشوع و خضوع سے جہک جانا بتلایا ہے اور جنکو آمادہ کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکہین۔ جنتی

اپنے عملی نمونہ اور [illegible] کے ذریعہ اپنے مبائعین سے [illegible] طاقت پیدا کر کے اونہین اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنے ہر ایک معاملہ معاشرت مین خواہ وہ تمدن سے تعلق رکہے اور خواہ کسی اور چیز سے قرآن کا جوا اپنے سر پر اوٹہانے کے قابل ہو گئے ہین۔ ہان یہ تو بالکل سچ ہے کہ خواجہ صاحب موصوف نے بہت ہی جرأت اس مضمون کے لکہنے مین کی ہے۔ لیکن یہ کوئی ضروری نہین کہ ہم اون کے اعتراضات کا جواب نہ دین اگر اون کی تحریر سے جیسے کہ ہم نے اوپر ثابت کر دکہایا صاف نظر آتا ہے کہ اون کے اعتراضات سب سنے سنائے ہین اور ہمین یہی باور کرنا پڑتا ہے کہ اون کی ذاتی کوئی تحقیق نہین۔ لیکن یہ وجوہات ہمین اون کے اعتراضات کے جواب سے سبکدوش نہین کرتے اسلئے اب مین ذیل مین اون کے اعتراضون کو جمع کر کے خدا سے توفیق مانگتا ہون۔ کہ خدا تعالےٰ مجہے اون کے شکوک کے رفع کرنے کی طاقت دے۔

خواجہ صاحب کے کل مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جدید مسیحیت کی تحریک کسی مذہبی اصلاح کی غرض سے نہین بلکہ محض ذاتی تعلق اور منفعت پر مبنی ہے مرزا صاحب صرف وفات مسیح ثابت کر کے مسیح موعود نہین ہو سکتے کیونکہ ایسے مدعی کا ثبوت معجزات ہین جس کی طاقت مرزا صاحب مین نہین اسلئے وہ معجزات انبیاء

تشبیہ * چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ مینے ایک مضمون ولاور حسین احمد کے جواب مین اپنے میگزین مین لکہا تہا۔ اور اوسکی ایک کاپی خواجہ غلام الثقلین کیخدمت مین بہی بہیجی تہی۔ اس کے جواب مین خواجہ صاحب نے بجائے اظہار پسندیدگی مضمون مجہے یہ بہی لکہا کہ اونہون نے ایک شخص کے جواب مین کسی امیر کی مجلس مین بمقام کوٹلہ جناب مرزا صاحب کے متعلق ایک گفتگو کی جس سے وہ مجہے اطلاع دیکر میری اور حکیم صاحب قبلہ کی رائے لینا چاہتے ہین کہ وہ کہان تک درست ہے۔ یہہ چٹہی ایک پرائیویٹ حیثیت سے مجہے ملی ہے۔ لیکن چونکہ من وعن وہ چٹہی اخبار اہل حدیث مین خواجہ صاحب کے کسی حاشیہ نشین منور علی نام نے چہاپ دی ہے اور ممکن ہے کہ خواجہ صاحب کے اشارہ سے ہی ہوا اسلئے مجہے اوسے یہان درج کرنے کی ضرورت ہو گئی۔ اس سے پبلک پر روشن ہو جاوے گا کہ خواجہ صاحب ممدوح کی نسبت جو مینے تمسخر اور طعنت پسند مزاج کا فقرہ منسوب کیا ہے وہ مجہے کہنے کا حق حاصل ہے مجہے اوس وقت بہی آپ کی اس تحریر پر استعجاب ہوا کہ ایک تعلیم یافتہ شخص ایک معزز گروہ کے ہادی اور رہنما کے متعلق اسطرح مذاق اڑائے اور وہ بہی اسلئے کہ اوس کی باتین ایک امیر کی مجلس مین نقل محفل ہونیکا کام دین یہہ تو خیر اون سے عجیب نہ تہا کیونکہ ہم ملل الجبر کی تاریخ مین اکثر دیکہتے آئے ہین کہ شاہی درباروں کی زیب و زینت اکثر تمسخر مزاج اصحاب ہوا کرتے تہے۔ جنکا فرض ہوتا تہا کہ صدر دربار کی بات کو کسیطرح کے مذاقیہ پیرایہ مین لاکر بگڑنے نہ دے البتہ مجہے رنج ہے تو اون کی اوس تہذیب و تربیت پر جو انہون نے مغربی تعلیم کے زیر اثر ہو کر حاصل کی کہ جس کی رو سے اونہین کوئی حق حاصل نہ تہا کہ وہ مجہے اسطور پر مخاطب کرتے عمر بہر مین یہ اون کی پہلی چٹہی تہی جو اونہون نے میرے نام لکہی اور اوس سے پہلے وہ مجہسے بے تکلف نہ تہے۔ صرف آپس مین اسی قدر واقفیت تہی کہ خواجہ کمال الدین ایل ایل بی اور خواجہ غلام الثقلین ایل ایل بی۔ دو مرجحات مین وکیل ہین جو ایک دوسرے کے نام اور حالات سے کسیقدر واقف ہین۔ اور بس کیا اس مختصر سی واقفیت پر خواجہ صاحب یا ثناء اللہ کو کوئی حق حاصل تہا کہ وہ مجہے اسطرف مخاطب کرتے اور میرا دل اپنے تمسخر سے دکہاتے۔ اور پہر اوسپر بس نہین بلکہ خواجہ صاحب نے اسکو پبلک مین شائع ہونا برداشت کیا۔ لیکن وہ کیا کرین آخر طبیعت ہی تو ہے۔ اون کی چٹہی حسب ذیل ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ مجہکو آپ کے مرزا صاحب کے دعاوی سے بہت دلچسپی ہے چنانچہ ایک قصہ نقل کرتا ہون۔

اثناء گفتگو مین بعض صاحب کہہ رہے تہے کہ اب مرزا صاحب کے دعاوی بہت بڑہ چلے ہین۔ چنانچہ اون کے اخبار مین ایک شخص نے نظم چہاپی ہے۔ کہ مرزا صاحب

سے منکر ہین - اور جو معجزات وہ اپنے بیٹے طیا کرتے ہین وہ اون کے خوارئین کی من گھڑت بات ہے اور اون مین سے ایک مردہ کر زندہ ہوجانے کی گواہ اون کی اپنی زوجہ ہے - مرزا صاحب کی پیشگوئیان بجز ایک پیشگوئی کے جسکے حالات شک سے خالی نہین اور جو انسان کے ہاتہہ سے پوری ہوئی - سب غلط گئین وہ محض اٹکل بازی پر منحصر ہین - مرزا صاحب نے اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے انبیاء سلف کی توہین کی اور اون کے شاگرد سیالکوٹی نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب کی ہجو کی ہے - اور مرزا صاحب نے اپنے آپ کو امام حسین سے افضل بنایا ہے جنکی شہادت اور مسیح کی مصلوبیت ایک اعلے نمونہ ہے - مرزا صاحب کی مشن سے مذہب کو بڑا صدمہ اسلئے پہونچا ہے کہ وہ اپنے افعال کی تشریح انبیاء سلف کے افعال سے کرکے لا مذہب اور ملحد گروہ کو انبیاء سلف پر ہنسی کا موقع دیتے ہین - اصلاح تمدن کے صرف چار ہی اصول ہین - انصاف - اتفاق قومی - کفایت شعاری اور سعی و محنت یہ چارون باتین مرزا صاحب مین نہین - مرزا صاحب قوم کا روپیہ کمایا ہوا اپنے مکانات کی توسیع مین خرچ کرتے ہین اور مرزا صاحب کو کامل انسان سمجھنا غلطی ہے -

ناظرین اس خلاصہ سے خود اندازہ لگا سکتے ہین کہ جو شخص ۲۰ × ۲۶ کی تقطیع والے چھ ورقہ مین اسقدر گہری اور باریک باتون پر گفتگو کرنے کی جراءت کرتا ہے اوس نے بجز دعاوی بلا دلیل کو جمع کردینے کے سوا اور کیا کیا ہوگا - اور فی الواقع ان چھ ورقون مین بجز واقعات بلا دلیل و ثبوت کے بیان کئے اور کچھہ بھی نہین -

ہم خواجہ ریویو نگار سے دریافت کرتے ہین کہ سب سے اول کیا آپنے اون اسباب اور حالات زمانہ پر غور کرلیا ہے کہ جنکا موجود ہونا ہی خود ایک مصلح کی ضرورت ثابت کرتا ہے اور کیا وہ ہمارے زمانہ مین موجود ہین یا نہین ایسا ہی کیا آپنے منقول اور معقول طریق سے اون وجوہ کو ذہن نشین کرلیا ہے کہ جنکا وجود ایک مدعی نبوت کے ثبوت مین ضروری ہے - کیا آپنے انبیاء اور اون کی جماعت اور مخالفین انبیاء کے حالات متقابلہ کو ذہن نشین کرکے کبھی ٹھنڈے دل سے غور کیا کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کس مد مین آتی ہے - کیا آپنے گذشتہ انبیاء کے معجزات پر کبھی غور کیا ہے کہ وہ کسطرح مختص الزمان اور مختص المکان ہونے کی کیفیت اپنے اندر رکھتے تھے - اور کیون اور کن وجوہ پر وہ ایک خاص انداز اپنے اندر رکھتے تھے جو دوسرے زمانہ کے نبی کے معجزات مین نظر نہین آتا - کیا آپنے آج کل کے علم و فضل کے زمانہ کے شایان حال معجزات کی نوعیت پر کبھی غور کرلیا ہے اور کبھی یہ بھی غور کیا کہ وہ قدسی طاقتین جو کسی خاص زمانہ مین کسی نبی سے ظاہر ہوکر معجزانہ واقعات سرزد کراتی تہین وہ ہمارے زمانہ کے شایان حال اسلئے نہین کہ وہی واقعات اب کسی طریق پر عامتہ الناس سے سرزد ہوسکتے ہین - اور اس لئے ایک وہمی بات کا ایک کسی بات سے مخدوش اور مخصوص ہوجانے کا خدشہ ہے اور معجزہ کے لئے ضرور ہے کہ وہ خارق عادت کا مابہ الامتیاز اپنے اندر رکہے - کیا اپنے اون واقعات کی کبھی خود بھی تحقیق کی جنکو آپ جناب مرزا صاحب کے مشاہرہ یا بے قصہ خوانون کی گھڑی ہوئی باتین قرار دیتے ہین کیا آپنے انبیاء سلف جنمین میرے آقا و مولا جناب سرور کائنات خاتم المرسلین بھی شامل ہین کے حالات کے متعلق کبھی اسطرح سے غور کیا کہ اون کے معجزات اور حالات جسقدر ہمین آج ملے ہین وہ اون کے دشمنون کے نہین ملے بلکہ اون کے راوی اون کے اپنے معتقدین اور اون کے اپنے خاندان کے ممبران یا اون کی اپنی ازواج مطہرات ہوتی تہین -

کیا ہمارے سکرٹری صیغہ اصلاح تمدن نے کبھی خود بھی اصلاح تمدن پر غور کیا کہ یہ اصلاح کسی جماعت یا کسی طبقہ انسان مین کسطرح پیدا ہوسکتی ہے وہ کون سے اسباب ہین کہ جن کے پیدا ہوجانے سے لوگ خود بخود اون امور کو اختیار کرلیتے ہین کہ جنکا نتیجہ سچی اصلاح ہوجاتی ہے - ہمنے تسلیم کیا کہ سکرٹری موصوف کے چار بیان کردہ اسباب سے اہل اسلام معراج دین و دنیا حاصل کرلین گے اور اس چہوٹی سی عمر مین خواجہ صاحب نے ان چار اسباب کو تلاش کرکے فی الواقع ایک بڑا کام کر دکھایا لیکن خواجہ صاحب یہہ بھی ہمین تبلادین کہ علم شئے سے اختیار شئے تو نہین ہوجاتا کبھی انہون نے اون اسباب کی بھی تلاش کی ہے کہ جن سے ہمارے دینی بھائی ان چارون امور کے اختیار کرنے مین ساعی ہوجاوین - کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ خواجہ صاحب کے یہ چار امور لوگ اختیار کرنے مین بہت غافل ہین جسکے وہ خود شاکی ہین -

پھر مین آخر مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپ نے سید الشہداء امام حسین اور حضرت مسیح کی مصلوبیت کے اسباب بھی مورخانہ نگاہ سے دیکھے اور پھر یہ بھی آپنے غور کیا کہ وہ واقعات اونہین کسی ذاتی امر پر یا قومی معاملات پر پیش آگئے تھے - اس امر کے ساتھہ غور طلب امر یہ بھی ہے - کہ کسی شخص کی افضلیت آیا اون تکالیف کی وجہ سے ہے جو اوس نے کسی **ذاتی تعزز کے قیام** کے لئے برداشت کین - یا وہ تکالیف کی وجوہ کسی صداقت کی خاطر یا کسی قومی خدمت کے لئے یا کسی صدق کے لئے اوسے سہنی پڑین - رہا منہاج نبوت کا سوال اور ہمارے عالی حضرت جناب مرزا صاحب کا اپنے افعال و اقوال کے موازنیت مین کسی سابق نبی کے قول و فعل کو پیش کرنا - اوس مین کیا خواجہ صاحب نے کبھی یہ بھی غور کیا کہ جو امر ایک قوم کے مسلم ہادی سے مستبعد نہین وہ اوس کے کسی متبع سے کیون مستبعد سمجھا جاوے اور ایک مورخ کی نگاہ مین اگر کسی متبع کا فعل فی الواقع ہنسی کے قابل اور باعث ذلت ہے تو پھر وہ فعل اوس ذلت و ہنسی سے خالی نہین رہ سکتا اگر تاریخ اوس فعل کو کسی ہادی کی ذات کے متعلق ثابت کر دکہائے - خواجہ صاحب کو بیشتر ازین کہ مرزا صاحب کے توسیع مکان کی بابت کوئی گلفشانی کی تہی بحیثیت ریویو نگار فرض تہا کہ وہ مرزا صاحب کے مکان اور اسکے سکان کا مقابلہ کرتے پھر دیکھتے کہ یہ توسیع مکان کن ضروریات کے لئے ہورہی ہے - اور ان مکانات مین کون لوگ آباد ہین - خواجہ صاحب نے ہم پر یہ تو الزام لگا دیا کہ قوم کا روپیہ بے دردی سے اپنی ذاتی جائداد بڑہانے مین خرچ ہورہا ہے لیکن اونہین ایک عمیق نگاہ سے ایک دنیادار کا مقابلہ جناب مرزا صاحب کے حالات سے واقف ہوکر کرنا چاہئے تہا - خواجہ صاحب آخر مین ہمین یہ بھی تبلاتے کہ ایک کامل انسان کی شناخت کیا ہوتی ہے وہ کس طرح پہچانا جاتا ہے اور پھر جو نشانات اون کے نزدیک ایک کامل انسان کے ہوتے - اونکا عدم وجود مرزا صاحب مین دکہلاتے -

غرض یہ چند ایک موٹی سے موٹی باتین تہین جو خواجہ صاحب کی پیش نظر ہونی چاہئین جب اونہون نے اس مضمون پر قلم اوٹہانی چاہی اور اون ان امور کے لحاظ سے محاکمہ کرنا تہا - یہہ کسقدر نا خدا ترسی ہے کہ ایک شخص قلم

بقیہ :- علیؑ اور عیسیٰؑ سے بہتر ہین اور حسینؓ ابن علیؓ سے افضلیت کا دعوے تو مشہور ہی ہے مرزا صاحب نے حضرت علیؑ اور حضرت عیسےٰؑ سے اپنی برترت ظاہر کی اُن یہ دعوے قبول ہے -
مین نے کہا کہ جہگڑے کی بات کیا ہے مرزا صاحب کا درجہ در اصل ان تینون بزرگون سے بہتر ہے - بوجوہ ذیل -

(۱) عیسیٰؑ عام مسلمانون کے اعتقاد مین حکم اللہ ہین عیسائی اون کو ابن اللہ سمجھتے ہین مرزا قادیانی صاحب پر الہام ہوا ہے کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی پس درجہ توحید ابنیت سے افضل ہے - دوسرے عیسےٰ بقول مرزا صاحب مر گئے مرزا زندہ مسیح ہین اور یہ ظاہر ہے کہ زندہ مردہ سے بہتر ہوتا ہے انگریزی مثل زندہ حمار اور مردہ شیر کی آپ نے سنی ہوگی -

(۲) رہے حسینؓ ابن علیؓ سو اون کی فضیلت بموجب آیت مباہلہ اس قدر ہے کہ وہ بمنزلہ ابن محمد رسول اللہ ہین مرزا صاحب پر الہام ہوا ہے انت منی بمنزلۃ ولدی لہذا خدا کا بیٹا (حقیقی یا مجازی) فرزند رسول سے بہتر ہے صاف اور سیدہی بات ہے -

(۳) علی ابن ابی طالب اس مین شک نہین کہ نفس رسول کے نام سے پکارے گئے ہین (آیۂ مباہلہ مین) مگر بجا مرزا صاحب کجا وہ - بقول علامۂ سیالکوٹی حضرت علی تو بوجہ افلاس اور مجبوری کے مغضوب علیہم کی تعریف مین داخل - بلکہ ہر دو بزرگان سابق الذکر بھی ایسے ہی ہین اونکو زر دزر دریلوی گاڑیان - عمدہ کہانے - مکانات - زیور - جائداد - کہان میسر تہے - چند سال خلیفہ وہ ضرور رہے - مگر اوس مین بھی اپنی مزدوری جدا کرتے تہے غرض مرزا صاحب کی طرح انعمت علیہم کے مصداق نہ تہے علاوہ اس کے فاضل سیالکوٹی کی فضیلت جانے دو - بقول اہل سنت و جماعت کے علیؑ خلیفۂ رابع تہے اور بقول شیعیان خلیفہ اول تہے حالانکہ مرزا صاحب خاتم الخلفاء ہین - جسطرح خاتم الرسل رسولون سے افضل ہے اسی طرح خاتم الخلفاء بھی خلفاء سے افضل ہین اگر میری یہ توجیہات غلط ہون - تو آپ ضرور حضرت مرزا صاحب اور حکیم الامتہ مولانا نورالدین سے دریافت کرکے میری غلطی پر مطلع کیجئے - اگر یہ توجیہات صحیح ہین تو بھی مطلع کیجیئے -

(غلام الثقلین)

اٹھاکر بلا تحقیق کرنے کے غلط واقعات امور واقعات مشتبہ کے لکھدے یا ہر ایک دعوے بلا دلیل اپنی تحریرین درج کرے اور یہ سمجھے کہ اوس نے ریویو نگار کے فرض کو پورا کر دیا خواجہ صاحب کی تحریر تو محض نوری جوش کا اوبال ہے نہ کسی تحقیق اور غور کا نتیجہ دراصل خواجہ صاحب کا بہی قصور نہیں یہہ مضمون کسیقدر اون کے جولانگاہ سے ذرا دور پڑا ہوا ہے وہ چند مادی اسباب کو ہی خدا بناکر اونہی کی پرستش مین لگ گئے ہین فطرت کا مطالعہ کرنا کچہہ وقت فرصت اور دل دماغ کو چاہتا ہے -

بہر حال یہہ کام ہم خواجہ صاحب کی طرف سے کرتے ہین اور امور مذکورہ بالا کو مدنظر رکہکر جناب مرزا صاحب کی مسیحیت اور اون کی بعثت کی ضرورت اونکے دعاوی کے ثبوت اور اون کی طرز اصلاح پر لکہنے کی توفیق خدا سے مانگتے ہین اور ضمن مین خواجہ صاحبکے اعتراضات کا جواب بہی دیا جاوے گا - لیکن مین خواجہ صاحب سے ایک استدعا کرتا ہون اور ایسا ہی اس تحریر کے ہر ایک ایسے پڑہنے والے سے بہی میری یہ استدعا ہے کہ وہ ہمارے ساتہہ بطور ایک جنٹلمین کے برتاؤ کرین -

مین زمانہ کے عرف مین ایک تعلیم یافتہ مسلمان ہون - مینے آرٹس اور قانونی امتحان کی ڈگری حاصل کی ہے - میرے گذشتہ معاملات بحیثیت ممبر سوسائٹی جس قسم کے ہین وہ مجہے پبلک مین اسبات کا مستحق کر چکے ہین کہ جن واقعات کو مین بیان کرون - اون واقعات کی صحت پر ایک جنٹلمین کو اعتبار کرنا چاہئے لعنت ہے اوس شخص پر جو محض صداقت اور راستی کے لیئے اور محض تہذیب اخلاق کے لئے ایک شخص کو پیر طریقت اختیار کرے - اور پھر اوس پیر کی خاطر یا اوس کے ایماء سے صداقت اور راستی کو چھوڑے - حاصل کرنے تو وہ تہذیب اخلاق جاوے - اور جس سے وہ حاصل کرنے جاوے اوسکی خاطر آپنے رہی سہی اخلاق کا ستیاناس کرے - میرے نزدیک جہوٹ بولنا نجاست خوری سے بدتر ہے اور خصوصًا ایک اس امر کے لئے کہ جس پر ہمارا دین و ایمان ہے خواجہ صاحب ہم مین سے بعض نے بر وقت آزمائیش اپنے مرشد و مولا کی خاطر ہزارہا روپیہ کے نقصانات بڑی خوشی سے برداشت کئے اور طرح طرح کی قربانیان کین - یہ اس لئے کہ ہم مین راستی اور صداقت کی روح پیدا ہو جاوے کیا ہم سے بڑہکر بہی دنیا مین کوئی لعنتی ہوگا - کہ اس قدر قربانی اور اس قدر مالی اور شہرت کے نقصان کئے پہر ہم راستی اور صداقت کے بیان کو چہوڑ دین - یا تو ہم سب نے ملکر روپیہ کمانے کا حیلہ بنایا ہے اور ہم مرزائی مشن کے حصہ دار ہین اور اس لیئے ہر ایک قسم کے جہوٹ بولنے کو طیار ہین اور اگر یہ بات نہیں کیونکہ یہ امور سالہا سال تک سازشون کے ماتحت نہین چلا کرتے اور کبہی مال غنیمت کے غلط تقسیم پر فساد پڑ جایا کرتے ہین - اور اگر یہہ سب کچہہ ہمنے محض رضاء الٰہی کے لئے کیا ہے جیسے کہ ہمارا عمل دنیا کو ظاہر کر رہا ہے - تو پہر ہماری یہ کیسی تیرہ بختی ہے کہ ایک طرف تو ہم دنیا سے الگ ہو گئے - اور دوسری طرف جس خدا کی رضاجوئی کے لئے ایسا کیا اوس نے اپنے کذب و افترا کے باعث گرا دیا - اگر ہم دنیا کمانے کی فکر مین لگ جاوین اور اپنا وہ وقت اور روپیہ اور کوشش جو ہم حضرت امام پاک کی نذر کر دیا کرتے ہین اپنے دنیاوی کاروبار کے بڑہانے مین لگا دین تو ہم وہ چند اوس سے کما سکتے ہین تو پہر ایسی صورت مین وہ کون سے وجوہ ہین جو ہمین خلاف واقعات بیان کرنے پر آمادہ کر سکتے ہین - یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ ہم کو نتائج کے نکالنے مین غلطی پر سمجہین ہم آپ کے نزدیک اپنے معتقدات مین دہوکہ خوردہ ہون ہم سراب کو آب سمجہہ رہے ہون - لیکن جب ہم یہ کہین کہ ہم نے پانی دیکہا ہے ہمارے معترضین کا فرض ہے اگر وہ جنٹلمین ہین تو وہ اسبات کا تو اعتبار کرین کہ ہم نے ایک چیز کو اپنی سمجہہ مین پانی ہی دیکہا ہے اور پانی دیکہکر ہی اوس کو پانی بتلایا ہے اور بعد مین وہ یہ کہہ سکتے ہین کہ تمنے دہوکہ کہایا ہے فی الواقعہ وہ سراب ہے لیکن یہ کسقدر ظلم ہے کہ ایک جنٹلمین کے الفاظ پر اعتبار نہ کیا جاوے اور اوسے کہا جاوے کہ تمنے جس چیز کو دیکہا ہے وہ فی الواقعہ سراب ہے اور تم نے بہی اوسے سراب ہی سمجہا تہا لیکن پہر تم کسی خاص غرض کے باعث اوسے پانی ظاہر کر رہا ہے - سو میری عرض تعلیم یافتہ احباب اور تعصب سے خالی - حق جو اصحاب سے ہے کہ مین جن واقعات کو بطور واقعہ بیان کرون اون کی صحت کا وہ مجہپر اعتبار کرین اور پہر اون بیان کردہ واقعات کو بطور واقعات حقہ سمجہکر ٹہنڈے دل کے ساتہہ استدلال مین شریک ہون کہ اون واقعات کی بنیاد پر کہ مین جن نتائج پر آتا ہون وہ درست ہین یا غلط -

ہان اگر اون کو ذاتی علم میرے بیان کردہ واقعات کے برخلاف ہے تو پہر اون کا پہلا فرض ہے کہ پبلک مین میری تکذیب نفس واقعات کے متعلق کرین - جیسا مجہے خواجہ صاحب کو اسموقعہ پر بہی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بہی منہاج نبوت سے ہی ہمین متعلق کرنی پڑی - کل انبیاء سلف کے حالات جو ہمین ملے ہین اور جنکو ہم واقعات مثبتہ کے طور پر تسلیم کرتے ہین اون کے راوی اون کے اپنے پیرو اون کے اپنے پیروؤن کے بہی خواہ اون کے ایسے اصحاب و احباب ہین جنہون نے اپنی زندگی اپنے ہادی کے مشن کی اشاعت و تبلیغ مین خرچ کی اور جنپر "صاحب غرض" ہونیکا اعتراض ایک بدظن مخالف کا وارد ہو سکتا ہے - سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق جو حالات ہمین ملے اون کے لکہنے والے اون کے حواری ہین - دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے حالات کے لکہنے والے اور اون کے محفوظ کرنے والے بہی اسرائیلی قوم کے احبار و بزرگ لوگ تہے خود سید الکونین و خاتم الانبیاء کے حالات ہمین آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے جان نثار احباب کے طفیل سے ملے اور خصوصًا شیعہ قوم کی روایت تو ایک ہی خاندان کے اندر محدود ہے - کیا جس وقت ہم فخر عرب کے حالات بطور ثبوت صداقت مخبر صادق دنیا مین پیش کرتے ہین اور اون سے استدلال کرتے ہین تو اوسوقت ہم ابوجہل یا ابولہب کی روایات پیش کرتے ہین یا اونہین اصحاب کبار کا نام لیا کرتے ہین کہ جنہون نے اپنا جان و مال آنحضرت صلعم کے لئے قربان کر دیا تہا - خواجہ غلام الثقلین صاحب ایک مورخ کی نگاہ اور ایک مورخ کے محک امتحان کو استعمال کرین اور ایسے کرنے کے وقت مذہبی تعصبات اور ملاحظات سے الگ ہو جاوین اور پہر دیکہین کہ حواریون کے بیان کردہ واقعات اور ہمارے بیان کردہ واقعات مین جہانتک صحت اور Authenticity کا سوال ہے کیا فرق ہے اور پہر اس محک کو جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راویان کے متعلق لگا دین اونکو یہ یاد رہے کہ اگر ایک دہوبی اور تو لیہ اپنے مجاورت کے باعث واقعات بیان کرے محض اپنی سند پر اوسکی صحت دنیا مین منوا سکتا ہے - تو ایک تعلیم یافتہ کا حق بطور اولے ہے کہ اوس کے واقعات بیان کردہ تسلیم کرنے جائز جبتک اوس کے اور معاملات دنیوی جہوٹے ثابت نہ ہون یا اوس کے واقعات بیان کردہ کے برخلاف کسی کا ذاتی علم استعمال کیا جاوے ہان واقعات کی صحت کو تسلیم کرنے کے بعد بروقت استنباط و بحث اوس تعلیم یافتہ کے نتائج کو غلط ثابت کرنا بالکل بجا اور درست ہے

ان امورات کے ذکر کر دینے کے بعد اب مین دکہلانا چاہتا ہون کہ ہمارے زمانہ اور ہمارے حالات ایک ربانی مصلح کو چاہتے تہے وہ تمام آثار ظہور پذیر ہو چکے تہے جو ایسے مصلح کی بعثت کے تعین وقت کر چکے تہے ایک مرد خدا کے دعوے کرنے کے بعد تائیدات سماوی اوسکے شامل حال ہوئین اوسکی تعلیم اوسکی زندگی اوس کے اخلاق اوس کی خدمات دین اوس کے نفوس کے برکات اوسکے طریق اصلاح اور اخر مین اوس کے معجزات نے اوس کے دعوے کو سچا کر دکہایا - وہ ایک نبی اللہ ہے اور مخبر صادق احمد مرسل صلوات اللہ علیہ کا خاتم النبیین ہونا ہی چاہتا ہے کہ اوس جلیل خدا احمد کے غلام انبیاء اور نبی بعد ہون - خواجہ غلام الثقلین کو یہ امر معلوم ہونا چاہیے کہ خالی خوارق ہی کسی نبوت یا امامت کا ثبوت نہین جیسے کہ اون کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے اور اون کا یہ خیال درست ہے تو پہر اونہین ایک بدخلق عبد الدنیا کو بہی اوس کے خوارق الادب افعال کے باعث (اور ایسے دنیا مین اسوقت بہت ہین) ایک نبی اور رسل ماننا پڑیگا -

ان باتون کو ہم انشاء اللہ معقول طریق پر ثابت کرین گے - اور تشریح اور تمثیل کے طور پر ہمارا اسوہ حسنہ خود صاحب الصلوٰۃ التحیات ہونگے یا دیگر ایسے افراد کامل جنکو خدا تعالےٰ وقتًا فوقتًا منصب امامت یا نبوت پر ممتاز کرتا رہا - جس سے مراد یہ ہے کہ منہاج نبوت ہمارے ہاتہہ ایک فیصلہ کن راہ ہوگی - خواجہ مرقوم الصدر فرماتے ہین کہ ہم نے منہاج نبوت کو مبری کا طرح استعمال کیا ہمنے اپنے نقصون اور غلطیون کی سپر اسے بنا رکہا ہے - جب ہم کسی اپنے نقص کے باعث ایک معترض کی زد کے نیچے آنے لگتے ہین تو ہم وہی نقص کسی گذشتہ نبی کی طرف منسوب کر دیتے ہین جس سے ایک

* اس میری تحریر کا کوئی ایسا مولوی یا ملا مخاطب نہین کہ جسکے نزدیک جہوٹ بولنا جائز ہے کیونکہ مین اوس مذہب پر لعنت بہیجتا ہون اور اوس مذہب سے بیزار ہون جو امر حق کے لئے جہوٹ کی اجازت دے افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بعض ملاؤن کا یہ عقیدہ ہے + خواجہ